اللہ کے بندے

متکلم اسلام
شیخ طریقت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

0321-6353540
0335-7500510

www.ahnafmedia.com

فہرست

عبادالرحمٰن 8

تواضع سے چلنا 9

اکڑ کر مت چلیں: 10

ایک جوتا پہن کر مت چلیں: 10

کبھی کبھار ننگے پاؤں بھی چلیں: 10

اہم کام کی وجہ سے تیزی سے چلیں: 11

نظریں جھکا کر چلیں: 12

بار بار پیچھے مڑ کر نہ چلیں: 12

کبھی کبھی دوستوں کا ہاتھ تھام کر چلیں: 13

چلتے ہوئے تکلیف دہ چیز ہٹا دیں: 13

چلتے ہوئے سلام کریں: 14

راستہ بھولنے والے کی رہنمائی کریں: 14

جہلاء سے کنارہ کشی 15

جاہل کسے کہتے ہیں؟ 15

فضول بحث کی ابتداء: 17

سلام سے کیا مراد ہے؟ 18

سجود و قیام 20

جہنم سے پناہ 27

مقام خشیت: 27

نیک اعمال کے باوجود دعا: 28

خوف اور امید: 28

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو جامع صفات: 28

اعمال پر اترائیے نہیں: 29

توبہ ضروری ہے: 30

میانہ روی 31

متقی کے مال دار ہونے میں حرج نہیں: 31

مال کے بارے چار اہم باتیں: 32

میانہ روی سمجھ داری کی علامت: 33

میانہ روی کرنے والا محتاج نہیں: 34

نجات دینے والی تین چیزیں: 34

میانہ روی آدھی معیشت: 35

خدائی نعمتوں کا اثر دکھائی دے: 36

پہاڑوں کے برابر خرچ کرنا: 36

اسراف، اقتار اور قوام: 36

بیوی کی ضروریات پوری کرنا: 37

میانہ روی کی خوبیاں: 37

میانہ روی کا دائرہ: 38

شرک نہ کرنا 39

شرک کسے کہتے ہیں؟: 39

مشرک اللہ پر بہتان باندھتا ہے: 39

شرک ناقابل معافی جرم: 40

جنت حرام؛ جہنم واجب: 40

مشرک کے اعمال بے کار: 40

مشرک ناپاک ہے: 41

مشرک کی کوئی حیثیت نہیں: 41

شرک بہت بڑا ظلم ہے: 41

شرک فی الصفات: 42

غیر اللہ سے مدد مانگنا: 42

دم اور تعویذ جائز ہیں: 43

چند کبیرہ گناہ: 43

ناحق قتل سے اجتناب 45

ایک ناحق قتل ساری انسانیت کا قتل ہے: 45

ناحق قتل کے مقابلے میں پوری دنیا کا مٹنا آسان: 46

حقوق العباد میں پہلا سوال: 47

ناحق قتل کے سب شرکاء جہنمی: 47

زنا سے اجتناب 48

زنا کسے کہتے ہیں؟: 48

نورِ ایمان سے خالی دل: 49

پڑوسی کی بیوی سے زنا: 50

اللہ کی نظر رحمت سے محروم: 51

زنا؛ کثرتِ موت کا سبب: 51

کثرتِ زنا؛ قیامت کی نشانی: 52

زنا سے بچنے کا طریقہ: 52

زنا سے بچنے پر انعام: 55

دُگنا عذاب، ابدی جہنم اور توبہ 57

دُگنا عذاب کسے ہو گا؟ 57

کافر ہمیشہ جہنم میں رہے گا: 58

گناہ؛ نیکی میں تبدیل: 58

مومن کی توبہ کا ذکر: 59

بری مجالس، جھوٹی گواہی سے اجتناب 60

بے حیائی سے رکنے کا حکم: 60

دردناک عذاب کی وعید: 61

محفل موسیقی: 61

محفل قوالی: 61

سالگرہ: 62

محفل شراب و کباب: 62

غیر مسلموں کے تہوار: 63

جھوٹی گواہی: 63

بیہودہ مجالس سے کنارہ کشی 65

گناہوں کی مجالس سے دوری: 65

بے فائدہ باتیں، بے کار کام: 65

آیاتِ قرآنی سے نصیحت 67

قرآن سن کر گرنا منع نہیں: 67

ایمان میں پختگی: 68

بیوی بچوں کے لیے دعا 69

بیوی کی حیثیت اور تربیت: 69

بچوں کی تربیت کے چند اہم اصول: 70

عباد الرحمٰن کا انعام 74

عباد الرحمٰن کا صبر: 75

جنت کی ایک جھلک: 76

کفار کو تنبیہ 78

مآخذ و مراجع 79

عبادالرحمٰن

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ”رحمٰن“ ہے، جس کا معنیٰ ہے بہت زیادہ مہربانی کرنے والا۔ اور عبد کا معنی ہوتا ہے: الذی یرضی بما یفعلہ الرب۔ جو اپنے رب کے ہر فیصلے اور کام پر راضی ہو یعنی اس کی مخلوق میں وہ بندے جو اس کی بندگی کرنے والے ہیں انہیں ”عبادالرحمٰن“ کہا جاتا ہے۔ بندگی، اطاعت اور تسلیم ورضا کا معیار یہ ہے کہ ان کے دل ہر طرح کے گناہوں کی آلائشوں سے پاک ہوں، نیکی کے کاموں کی طرف رغبت رکھنے والے ہوں اور بری عادات واخلاق سے دور رہنے والے ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کفار سے کہتے کہ

اُسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا۔

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 60

ترجمہ: تم رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ جواب میں کہتے کہ رحمٰن کیا ہوتا ہے؟ کیا جس کے بارے تم کہہ دو ہم اسے اپنا مسجود بنا لیں اور وہ اس بات سے بہت زیادہ بدکنے لگتے ہیں۔

کفار کو رحمٰن کے لفظ سے چڑ تھی اس لیے باوجود جاننے کے کہتے تھے رحمٰن کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نافرمان لوگوں کے مقابلے میں اپنے فرمانبرداروں کو اپنی جس نسبت سے منسوب کیا ہے وہ رحمٰن ہے۔ یعنی اگر کفار رحمٰن سے چڑتے ہیں تو کیا ہوا رحمٰن کو ماننے اور رحمٰن کی ماننے والے بندے بھی ہیں جن کے اوصاف آئندہ صفحات میں ذکر کیے گئے ہیں۔

تواضع سے چلنا

اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی پہلی صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 63

ترجمہ: وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے پھرتے ہیں۔

یہ عباد الرحمٰن کی پہلی صفت ہے کہ وہ زمین پر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں کیونکہ انسان کی چال اس کے کردار و اخلاق اور قلبی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہے، اگر تکبر اور فخر و غرور جیسی امراض میں مبتلا ہے تو چال متکبرانہ ہو گی، یا پھر مایوسی، احساس کمتری کی وجہ سے قدم گھسیٹ کر چل رہا ہو گا یا پھر ریاکاری اور دکھلاوے کی وجہ سے کہ لوگوں کی نگاہ میں صاحب کمال نظر آؤں بتکلف آہستہ آہستہ بناوٹی خشوع کے ساتھ چلتا ہوا نظر آئے گا، یہ سب باتیں غلط ہیں۔

بنیادی بات یہ ہے کہ سنت کے مطابق چلا جائے۔ متعدد احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کا تذکرہ موجود ہے جن کا خلاصہ یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار مبارک عام آدمی کی رفتار سے قدرے تیز تھی مگر چال مبارک ایسی تھی کہ ہموار جگہ پر چلتے ہوئے بھی ڈھلوان میں اترتے ہوئے نظر آتے تھے۔ چستی کے ساتھ مضبوط قدموں سے ایسے چلتے تھے کہ آپ کی چال سے تواضع، عاجزی، سنجیدگی، متانت، سکون، اطمینان، عزم، ہمت اور شجاعت ٹپکتی تھی۔ تکبر، بڑائی، فخر اور

غرور کے ساتھ اکڑ کر نہ چلتے۔ کندھوں کو ہلا ہلا کر سینہ پھلا کر، تکلف اور تصنع (بناوٹی خشوع اور عاجزی) سے نہ چلتے۔ نہ ہی پیروں کو گھسیٹ کر، بیمار، لاغر اور سست آدمی کی طرح چلتے اور نہ ہی راہ چلتے وقت ادھر ادھر توجہ کرتے بلکہ شرافت و شائستگی کے ساتھ نظریں جھکا کر سیدھے اپنی منزل کی طرف چلتے رہتے۔

اکڑ کر مت چلیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا

سورۃ الاسراء، آیت نمبر 37

ترجمہ: اور زمین پر اکڑ کر مت چل۔

ایک جوتا پہن کر مت چلیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا

صحیح بخاری، باب لا یمشی فی نعل واحدۃ، حدیث نمبر 5856

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا تو دونوں اتار کر چلے یا پھر دونوں پہن کر۔

فائدہ: اگر ایک جوتا قریب پڑا ہے جبکہ دوسرا کچھ فاصلے (دو تین قدم) پر ایسی صورت میں ایک جوتا پہن کر دوسرے جوتے تک جایا جا سکتا ہے، اس میں حرج نہیں۔

کبھی کبھار ننگے پاؤں بھی چلیں:

قَالَ (فَضَالَةُ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا۔

سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، حدیث نمبر 3629

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس بات کا حکم فرماتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کرو۔

فائدہ: موسم گرما میں صبح کے وقت گھاس پر ننگے پاؤں چلنے سے جسم کی گرمی دور ہوتی ہے اور دماغ کو سکون ملتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ ننگے پاؤں وہاں چلیں جہاں جگہ کا پاک ہونا یقینی ہو، اگر گھر میں ایسی جگہ ہے جہاں چھوٹے بچے پیشاب کرتے رہتے ہیں تو ایسی جگہ پر ننگے پاؤں بالکل نہیں چلنا چاہیے۔

اہم کام کی وجہ سے تیزی سے چلیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تو یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مناسب رفتار سے چلتے کبھی کوئی اہم کام ہوتا تو تیزی سے بھی چل لیتے تھے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ الادب المفرد میں تحریر فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا وَنَحْنُ قُعُودٌ حَتَّى أَفْزَعَنَا سُرْعَتُهُ إِلَيْنَا فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيْنَا سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: قَدْ أَقْبَلْتُ إِلَيْكُمْ مُسْرِعًا لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَنَسِيتُهَا فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

الادب المفرد للبخاری، باب السرعۃ فی المشی، حدیث نمبر 813

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیزی کے ساتھ ہماری جانب آئے، ہم لوگ آپ کے تیزی کے ساتھ آنے کی وجہ سے ڈر گئے۔ ہمارے پاس پہنچنے کے بعد آپ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا میں تمہارے پاس اس لیے تیزی کے ساتھ آیا کہ تم کو شب قدر کی اطلاع کروں، لیکن تمہاری کچھ باہمی باتوں کی وجہ سے میں اسے (شب قدر کی تعیین) بھول گیا اب تم اسے (رمضان المبارک کے) آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

نظریں جھکا کر چلیں:

چلتے وقت نگاہوں کی خوب حفاظت کریں، غیر محرم کو دیکھنے، گھورنے اور تاڑنے سے بچیں، یہ حکم عام ہے آپ پیدل ہوں یا سوار۔ دونوں حالتوں میں نظروں کو جھکا کر رکھیں۔ ڈرائیونگ کے وقت بلا ضرورت دائیں بائیں نہ دیکھیں تاہم اگر سامنے سے غیر محرم نظر آجائیں تو آنکھیں بند نہ کریں بلکہ کھلی رکھیں البتہ دل میں توبہ و استغفار کرتے رہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ... قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ.

صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا، حدیث نمبر 6229

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں نہ بیٹھو.... صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نگاہوں کو جھکانا۔

فائدہ: وہ نوجوان جو بازاروں میں اس لیے گھومتے ہیں تاکہ کسی کی ماں بہن کو کندھے ماریں، ان سے بدتمیزی کریں یا راستوں میں بیٹھ کر قوم کی بچیوں کو دیکھتے رہتے ہیں ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

بار بار پیچھے مڑ کر نہ چلیں:

راستے چلنے کے اسلامی آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بار بار پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ چلتے تو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَ يَلْتَفِتُ وَرَاءَهُ إِذَا مَشَى۔

نوادر الاصول، لحکیم ترمذی، الأصل الرابع عشر

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب راہ چلتے تو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے۔

کبھی کبھی دوستوں کا ہاتھ تھام کر چلیں:

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ يَوْمًا أَمْشِي فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي جَمِيعًا۔

شعب الایمان للبیہقی، باب القصد فی العبادۃ، حدیث نمبر 3600

ترجمہ: حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک دن میں چل رہا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم ایک ساتھ چلنے لگے۔

فائدہ: دوستوں کا ہاتھ پکڑ کر چلنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور تعلق میں مضبوطی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

چلتے ہوئے تکلیف دہ چیز ہٹا دیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ،

صحیح مسلم، باب شعب الایمان، حدیث نمبر 162

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے ساٹھ یا ستر سے کچھ زیادہ شعبے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے چھوٹا راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔

چلتے ہوئے سلام کریں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ

صحیح بخاری، باب تسلیم الماشی علی القاعد، حدیث نمبر 6233

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار شخص پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا شخص بیٹھنے والے کو سلام کریں۔

راستہ بھولنے والے کی رہنمائی کریں:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ.

جامع الترمذی، باب ماجاء فی صنائع المعروف، حدیث نمبر 1879

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... راستہ بھولے ہوئے شخص کی رہنمائی کرنا بھی نیکی ہے۔

چند فوائد:

- خواتین کو چاہیے کہ مردوں سے ہٹ کر چلیں اور مردوں کو بھی چاہیے کہ خواتین کے چلنے کی جگہ پر نہ چلیں۔
- سڑک عبور کرتے وقت گاڑیوں والی سمت دیکھ کر خوب احتیاط سے چلیں۔
- پیدل چلنا ہے تو سڑک کے کناروں پر چلیں۔
- گاڑی پر سوار ہوں تو ٹریفک قوانین کی پابندی کریں۔
- راستہ چلتے وقت ایسی چیزیں راستے میں نہ پھینکیں جن سے کسی کو تکلیف ہوتی ہو یا گندگی پھیلتی ہو۔

جہلاء سے کنارہ کشی

اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی دوسری صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَاماً۔

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 63

ترجمہ: جب ان سے جاہل لوگ بحث ومباحثہ کر کے الجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ اچھے طریقے سے سلام کہہ کر کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے جب جاہل صرف بحث ومباحثہ تک رہیں اور جب وہ بحث ومباحثہ سے تجاوز کر کے ظلم وزیادتی کرنے لگیں تو پھر قرآن کریم کا حکم ہے:

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 194

ترجمہ: جب وہ تم پر زیادتی کریں تو تم بھی زیادتی کی مقدار اور کیفیت کے برابر بدلہ لینے کے حق دار ہو۔

یہاں دو باتیں بطور خاص سمجھیں:

جاہل کسے کہتے ہیں؟

علم نہ ہونے کو جہالت کہتے ہیں اور علم پر عمل نہ کرنے کو بھی جہالت کہا جاتا ہے۔ جبکہ شریعت میں جاہل اسے کہتے ہیں جو اللہ رب العزت کا نافرمان ہو، ہمارے ہاں عام طور پر صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ جاہل اسے کہتے ہیں جو لاعلم ہو، حالانکہ اسے بھی

جاہل کہتے ہیں جو دین کا علم رکھنے کے باوجود اس پر عمل نہ کرے۔

جو حقائق کا انکار کرے، اس کے سامنے ہر چیز واضح ہو پھر بھی ضد اور عناد کی بنیاد پر اس کو جھٹلائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی سب سے بڑی حقیقت "دین اسلام" لے کر آئے، اب جو شخص اسلامی عقائد و نظریات، مسائل و احکامات، تہذیب و اخلاقیات اور معاملات و معاشرت کا کسی طور بھی انکار کرتا ہے، خواہ زبان سے یا اپنے عمل سے تو یہ شخص جاہل کہلائے گا۔ چنانچہ چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

1... قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ رَحِمَهُ اللهُ: سَأَلْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ {إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ} فَقَالُوا: كُلُّ مَنْ عَصَى اللهَ فَهُوَ جَاهِلٌ

التفسیر الکبیر ج3 ص328، 329

ترجمہ: حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس آیت إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ (اللہ نے توبہ قبول کرنے کی جو ذمہ داری لی ہے وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو نادانی سے کوئی برائی کر ڈالتے ہیں پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں) کے بارے میں سوال کیا (کہ اس میں جہالت سے کیا مراد ہے؟) تو انہوں نے جواب دیا کہ ہر وہ شخص جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، وہ جاہل ہے۔

2... قَالَ قَتَادَةُ رَحِمَهُ اللهُ : أَجْمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنَّ كُلَّ مَنْ عَصَى رَبَّهُ فَهُوَ فِي جَهَالَةٍ، عَمْدًا كَانَ أَوْ لَمْ يَكُنْ. وَكُلُّ مَنْ عَصَى اللهَ فَهُوَ جَاهِلٌ

التفسیر الکبیر ج3 ص328، 329

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص اپنے رب کی نافرمانی کرے خواہ جان بوجھ کر یا جان بوجھ کر نہ ہو ایسا شخص جہالت میں ڈوبا ہوا ہے کیونکہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہو، وہ جاہل ہے۔

3... قَالَ مُجَاهَدٌ رَحِمَهُ اللهُ: مَنْ عَمِلَ ذَنْبًا مِنْ شَيْخٍ أَوْ شَابٍّ فَهُوَ بِجَهَالَةٍ. وَقَالَ: مَنْ عَصَى رَبَّهُ فَهُوَ جَاهِلٌ. حَتَّى يَنْزِعَ عَنْ مَعْصِيَتِهِ.

التفسیر الکبیر ج3ص328، 329

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان وہ جاہل ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کی نافرمانی سے توبہ کر لے۔

4... قَالَ الضَّحَّاكُ رَحِمَهُ اللهُ: لَيْسَ مِنْ جَهَالَتِهِ أَنْ لَا يَعْلَمَ حَلَالًا وَلَا حَرَامًا. وَلَكِنْ مِنْ جَهَالَتِهِ: حِينَ دَخَلَ فِيهِ.

التفسیر الکبیر ج3ص328، 329

ترجمہ: حضرت ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جاہل اسے نہیں کہتے جو شخص حلال اور حرام کا علم نہ رکھتا ہو بلکہ جاہل وہ ہے جو حرام کو حرام جانتے ہوئے بھی اس سے نہ بچے۔

فضول بحث کی ابتداء:

قرآن کریم کے الفاظ میں اگر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ فضول بحث و مباحثہ کی ابتداء جاہل کرتا ہے، کیونکہ **خَاطَبَ** فعل ہے اور اس کا فاعل **جَاهِلُوْنَ** ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ عباد الرحمٰن کبھی جاہلوں کے منہ نہیں لگتے اور گالم گلوچ، سب و شتم، ہذیان گوئی، سخت ترش، نخوت اور طنز بھرے لہجے میں لمبی بحث کرنے کے بجائے وہ اچھے طریقے سے "سلام" کہہ کر کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔

قرآن کریم کے معانی میں اگر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو تبلیغ کرنا منع نہیں ہے، بلکہ وقتاً فوقتاً ان کو اللہ کی نافرمانی سے بچنے کے لیے احسن انداز میں

دعوت دی جائے، توبہ کی تلقین کی جائے، اسلام کے احکامات سمجھائے جائیں، حلال و حرام کے بارے ان کی رہنمائی کریں۔ جاہل سمجھ کر یا جاہل کہہ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، ہاں اگر وہ ضد پر اتر آتے ہیں، جاننے کے باوجود شریعت کا مذاق بناتے ہیں اور فضول قسم کا بحث و مباحثہ شروع کر دیتے ہیں تو اب ان سے کنارہ کشی اختیار کی جائے، البتہ ان کے لیے ہدایت کی دعا ضرور کی جائے۔

سلام سے کیا مراد ہے؟

سلام سے مراد سلسلہ کلام کو اچھے انداز میں روکنا ہے، یعنی لڑنے جھگڑنے کے بجائے نرمی کے ساتھ یہ کہہ کر بات ختم کر دی جائے کہ: سلام! مطلب یہ ہے کہ میں فضول بات کو آگے بڑھا کر لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہتا۔

فائدہ: قرآن کریم میں سلام کا تذکرہ اس معنی میں چند مقامات پر موجود ہے:

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد سے مکالمہ موجود ہے اس کے آخر میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا: سَلَامٌ عَلَیْكَ

سورۃ مریم، آیت نمبر 47

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَآ أَعْمٰلُنَا وَلَكُمْ أَعْمٰلُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِينَ

سورۃ القصص، آیت نمبر 55

ترجمہ: اور جب (ایمان والے) مشرکین سے کوئی فضول اور بے مقصد بات سنتے ہیں تو کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال (فائدہ مند ہیں) جبکہ تمہارے لیے تمہارے اعمال (نقصان دہ ہیں) تم پر سلام! ہم جاہلوں سے اُلجھنا نہیں چاہتے۔

تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ

سورۃ الزخرف، آیت نمبر 89

ترجمہ: آپ ان سے منہ پھیر لیں اور کہہ دیں: اچھا جی سلام! اُنہیں جلدی (خود ہی) معلوم ہو جائے گا۔

فائدہ: دین کی بات سمجھانے میں گفتگو کا طرز مخلصانہ اور واعظانہ ہونا چاہیے، خیر خواہانہ طریقے سے بات کی جائے، یہاں تک کہ کبھی مناظرہ کی نوبت بھی آن پڑے تو بھی مقصود دوسرے کو نیچا دکھانا نہ ہو بلکہ دلیل کی قوت سے اس کی غلطی کو دور کرنے کی نیت ہو۔ چونکہ عام طور پر دین کی بات کرنے والے علماء ہی ہوتے ہیں اور حق بھی انہی کا ہے اس لیے علماء کو اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ ان کا طرز گفتگو مہذبانہ ہو، موضوع اور الفاظ کا انتخاب، فقروں اور جملوں کی ساخت، لب ولہجہ، آواز کا مدوجزر ان کے علمی وقار و سنجیدگی کا آئینہ دار ہو۔ قرآن کریم اس کی حکمت کی طرف ان الفاظ سے رہنمائی کرتا ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ

سورۃ فصلت آیت نمبر 41

ترجمہ: تم برائی کا جواب اچھے طریقے سے دو، اس کی وجہ سے وہ شخص جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے وہ بھی ایسا ہو جائے گا جیسے تمہارا مخلص دوست ہو۔

یہی وجہ ہے کہ بعض اہل علم نے جہل کو حلم اور علم کا متضاد قرار دیا ہے، جس میں حلم اور علم ہو وہ جہالت سے بچ جاتا ہے۔ لوگوں کی ناگوار باتوں کے جواب میں حلم و حوصلہ، محبت، پیار اچھے ردِ عمل کے ذریعے معاشرے کو خوشگوار بنائیں۔ دشمنی کو محبت میں بدلیں، باہمی نفرتوں اور دوریوں کے بھڑکنے والے شعلے بجھ جائیں گے اور معاشرے میں یکجہتی، رواداری، مروت اور محبت عام ہو گی۔

سجود و قیام

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی تیسری صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 64

ترجمہ: اور وہ اپنے رب (کی رضا حاصل کرنے) کے لیے رات سجدے اور قیام (عبادت) میں گزارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رات کا وقت بہت قیمتی بنایا ہے اس کے بہت زیادہ فوائد ہیں۔ چند ایک یہ ہیں:

رات کا وقت عبادت کے لیے سب سے بہتر ہے کیونکہ اس میں ریاکاری سے انسان بچ جاتا ہے۔

اس وقت عبادت میں خوب توجہ، یکسوئی، انہماک اور دلجمعی کی کیفیت نصیب ہوتی ہے۔

اس وقت دنیاوی تفکرات کم ہو جاتے ہیں۔

اس وقت انسان کو دن بھر کے اچھے اور برے اعمال کے محاسبہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات کے بدلنے میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں رکھی ہیں، رات کے وقت انسان روزانہ اپنے آپ کو یہ بات سمجھائے کہ دن کو سورج

نکلا ہوا تھا اس کی روشنی سے ساری دنیا فائدہ اٹھا رہی تھی لیکن رات کے اندھیرے نے اس کو بھی فنا کر دیا، اسی طرح زندگی کا سورج آج روشن ہے کل موت کا اندھیرا اسے لے ڈوبے گا، جیسے رات میں اندھیرا ہے اسی طرح انسان اپنی قبر کے اندھیرے کو بھی یاد رکھے۔ گویا رات کا وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاں ایک نعمت ہے کہ اس وقت میں عبادت کرتے ہوئے دل کی توجہات دنیا کی طرف کم ہوتی ہیں وہاں پر یہ وقت ہمیں دنیا کی بے ثباتی کی دعوتِ فکر بھی دیتا ہے۔

عباد الرحمٰن کے اوصاف میں جہاں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ وہ اپنے چال چلن، رہن سہن اور طرز عمل سے کسی کو تکلیف نہیں دیتے وہاں پر یہ بات بھی سمجھ آ رہی ہے کہ اگر کوئی ان کو تکلیف دے تو وہ اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں اور صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ گویا حقوق العباد کی ادئیگی کے معاملہ میں عباد الرحمٰن کا رویہ حسن سلوک والا ہوتا ہے۔

اب اس آیت کریمہ میں یہ بات ذکر فرمائی کہ وہ لوگ صرف ”انسانیت“ کو سب سے بڑا مذہب قرار دے کر اللہ تعالیٰ کی عبادات سے غافل اور لاپرواہ نہیں بنتے اور حقوق اللہ کی ادئیگی میں بھی کسی طرح کمی نہیں آنے دیتے بلکہ درجہ بدرجہ خالق و مخلوق کے حقوق ادا کرتے رہتے ہیں۔

قرآن کریم میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ فساد معاشرہ کے دو بنیادی سبب ہیں، ایک غلط اعتقادات و نظریات، دوسرا ناانصافی اور پر تشدد رویے۔ اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کے یہ اوصاف ذکر کیے ہیں کہ وہ فساد معاشرہ کے دونوں بنیادی اسباب کو اپنے عمل اور اعتقاد سے ختم کرتے ہیں۔

آیت کریمہ میں عمدہ اسلوب بیان اور اس کی دل نشینی کی جھلک دیکھیے کہ اللہ نے دو لفظ ذکر فرمائے ہیں ایک سُجَّدًا اور دوسرا قِيَامًا۔

سجدہ:

عبدیت کی انتہاء کا نام ہے جس انتہاء پر قرب خداوندی جیسی انمول نعمت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔

سورۃ العلق، آیت نمبر 19

ترجمہ: سجدہ کیجیے اور قرب خداوندی کو حاصل کیجیے۔

سجدہ کرنا عبدیت اور سجدہ نہ کرنا ابلیسیت اور تکبر کی علامت ہے۔ خالق کے حکم کے مطابق سجدہ کرنا ملائکہ کا شیوہ ہے جبکہ خالق کے حکم سے دور ہو کر سجدہ نہ کرنا شیطانی طرز ہے۔ اسی سے فرمانبردار اور نافرمان میں فرق ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں سجدے کرنے والے فرمانبردار اور حکم خداوندی کو پس پشت ڈال کر سجدہ نہ کرنے والے شیطان کے پیروکار ہیں۔

قیام:

عبدیت کی ابتدائی کیفیت کا مظہر ہے۔ انسان کسی کے سامنے باادب اسی وقت کھڑا ہو سکتا ہے جب اس کی عظمت دل میں ہو، اور عظمت اس وقت نصیب ہوتی ہے جب معرفت حاصل ہو جبکہ بغیر علم کے معرفت ممکن نہیں۔

قرآن کریم نے "سجدا" کو پہلے ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اصل مقصود تو عبدیت میں انتہاء ہے لیکن اس انتہاء تک پہنچنے کے لیے ابتداء کا زینہ طے کرنا پڑے گا۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر ایسے لوگوں کی مدح اور تعریف کی گئی ہے جو راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہیں، سجدے کرتے ہیں، رات کا کچھ حصہ عبادات و مناجات میں گزارتے ہیں اور سحری کے وقت اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی

مانگتے ہیں:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ.

جامع الترمذی، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر 3472

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں چاہیے کہ رات کو قیام کرو۔ اس لیے کہ تم سے پہلے نیک بندوں کی عادت بھی یہی تھی یہ تمہارا اپنے رب سے قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، یہ عمل تمہاری برائیوں کو مٹانے والا اور تمہیں گناہوں سے بچانے والا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلَّى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ.

جامع الترمذی، باب ما جاء فی صفۃ غرف الجنۃ حدیث نمبر 2450

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے شفاف کمرے ہیں کہ جن کے اندر کی طرف سے باہر کا سب کچھ نظر آتا ہے اور باہر کی طرف سے اندر کا سب کچھ نظر آتا ہے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ کن کے لیے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ نے ان لوگوں کے لیے تیار فرمائے ہیں جو نرم انداز میں گفتگو کرتے ہیں، غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اکثر روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو اٹھ کر نمازیں (تہجد) پڑھتے ہیں جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ۔

سنن ابی داوٗد، باب قیام اللیل، حدیث نمبر 1113

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرتا ہے جو آدھی رات کو اٹھتا ہے اور تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی جگاتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے اور اگر وہ انکار کرے تو وہ اس کے چہرے پر (پیار سے) پانی کے چھینٹے مارتا ہے اور اللہ اس خاتون پر بھی نظر کرم فرماتا ہے جو رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتی ہے اور اپنے خاوند کو بھی تہجد کے لیے جگاتی ہے اور اگر وہ انکار کرے تو وہ عورت (پیار سے) اپنے خاوند کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔

اصل تو یہ ہے کہ انسان رات کو خوب عبادت کرے، نوافل ادا کرے، قرآن کریم کی تلاوت کرے، دعاو مناجات کرے، الحاح وزاری کرے، توبہ واستغفار کرے۔ اللہ کے احسانات کا شکر تو بھی ادا نہیں ہو سکتا لیکن اللہ کا کرم دیکھیں وہ تھوڑی سی اخلاص والی عبادت سے بھی راضی ہو جاتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَقَدْ بَاتَ لِلّٰهِ سَاجِدًا وقائما.

تفسیر بغوی، تحت ھذہ الآیۃ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص عشاء کی نماز کے بعد دو رکعات یا اس سے زیادہ (نفل) پڑھتا ہے تو وہ اللہ کے لیے رات سجدے اور

قیام کرنے والا ہے۔

یہاں یہ بات بطور خاص ذہن نشین فرمالیں کہ بھلے رات بھر عبادت کریں جی بھر کر کریں لیکن باجماعت نماز کی ادائیگی میں غفلت نہ کریں اس لیے کہ باجماعت نماز ادا کرنے کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ۔

سنن ابی داؤد، باب فی فضل صلاۃ الجماعۃ، حدیث نمبر 468

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اگر اس نے فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھی تو وہ ایسا ہے کہ گویا وہ ساری رات عبادت کرتا رہا۔

فائدہ: بعض لوگ شوق میں رات بھر کی نفلی عبادات تو شروع کر دیتے ہیں لیکن فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ ,أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ، وَأَنَّ عُمَرَ غَدَا إِلَى السُّوقِ وَكَانَ مَنْزِلُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ، فَمَرَّ عُمَرُ عَلَى أُمِّ سُلَيْمَانَ الشِّفَاءِ، فَقَالَ: لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ، فَقَالَتْ: بَاتَ يُصَلِّي فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ: لأَنْ أَشْهَدَ صَلاَةَ الصُّبْحِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً

موطا امام مالک، باب فضل صلاۃ الفجر فی الجماعۃ، حدیث نمبر 243

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک دن

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فجر کی جماعت میں سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ کو شریک نہ پایا، صبح جب آپ کسی کام کی وجہ سے بازار کی طرف نکلے، اور سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان میں پڑتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ کی والدہ سے اس بارے دریافت کیا کہ سلیمان فجر کی نماز میں جماعت میں کیوں شریک نہیں ہوا تو ان کی والدہ نے کہا: رات بھر وہ (نفلی) نماز پڑھتا رہا ہے فجر کی نماز کے وقت اس پر نیند غالب آگئی اس لیے جماعت میں شریک نہیں ہو سکا، ان کی والدہ کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (آپ کے بیٹے کا یہ طریقہ سراسر غلط ہے) میرے نزدیک رات بھر کی نفلی عبادات میں مشغول ہونے سے بہتر ہے کہ وہ فجر کی نماز باجماعت ادا کرے۔

جہنم سے پناہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی چوتھی صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا o إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا.

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 65،66

ترجمہ: وہ (اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے یوں عرض کرتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کے عذاب کو پھیر دے! بے شک اس (جہنم) کا عذاب چمٹنے والا / ہلاک کرنے والا ہے۔ بے شک وہ (جہنم) بہت ہی برا ٹھکانہ ہے اور بری قیام گاہ ہے۔

مقام خشیت:

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جن کے اوصاف کا تذکرہ چل رہا ہے۔ ان کے مقامِ عبدیت، مقامِ تواضع اور مقامِ عبادت کے بعد اب مقامِ خشیت کا ذکر ہے کہ عباد الرحمٰن اپنے مقام عبدیت، مقام تواضع اور مقام عبادت پر اِتراتے نہیں، بلکہ ان مقامات پر ہونے کے باوجود ان کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف اور غلبہ خشیت مزید بڑھ جاتا ہے۔

جہنم سے پناہ:

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد وہ اپنے رب کے حضور یوں دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمارے اعمال اس قابل نہیں کہ جن کی وجہ سے ہم جہنم

کے عذاب سے بچ سکیں، بس آپ اپنے فضل و کرم سے جہنم کے عذاب کو ہم سے دور پھیر دیجیے۔ پھر ڈرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جہنم کا عذاب چمٹنے والا اور ہلاک کرنے والا ہے، جہنم برا ٹھکانہ اور بری قیام گاہ ہے۔

نیک اعمال کے باوجود دعا:

یہاں یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ عباد الرحمٰن صرف رحمت کی امیدیں باندھ کر نیک اعمال پر بھروسہ کر کے بیٹھ نہیں جاتے بلکہ مغفرت کی طلب اور خوف خدا ان کے دل میں موجزن رہتا ہے وہ اللہ کی پکڑ اور عذاب سے بھی پناہ مانگتے ہیں۔

خوف اور امید:

قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر جہاں نیک لوگوں کی صفات کا تذکرہ اور ان کی مدح و تعریف کی گئی ہے وہاں پر ان کی یہ صفت خوف اور امید کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔

سورۃ الم سجدۃ، آیت نمبر 16

ترجمہ: ان کے جسم بستروں سے دور رہتے ہیں اپنے رب کے حضور خوف اور امید کی درمیانی کیفیت (گناہوں سے خائف اور رحمت کے طلبگار بن کر) دعا مانگتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو جامع صفات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صفتیں ایسی ہیں جو تمام صفات نبوت کی جامع ہیں، صفت بشیر اور صفت نذیر۔

بشیر..... محبت کی وجہ سے نیک اعمال پر ثواب اور جزا کی بشارت دینے والا۔

نذیر...... شفقت کی وجہ سے برے اعمال پر عذاب اور سزا سے ڈرانے والا۔

عبادالرحمٰن نبوت کے دونوں اوصاف سے سبق حاصل کرنے والے ہیں، نیک اعمال اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ راضی ہو جائے اور برے اعمال سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اللہ ناراض نہ ہو جائے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ وَاللّٰہِ يَا رَسُولَ اللّٰہِ أَنِّي أَرْجُو اللّٰہ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰہُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ

جامع الترمذی، باب ماجاء ان المومن یموت بعرق الجبین، حدیث نمبر 905

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قریب المرگ نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا: تم اپنے بارے میں کیا محسوس کر رہے ہو؟ اس نوجوان نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں اللہ رب العزت سے رحمت اور مغفرت کی امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کے دل میں موت کے وقت یہ دونوں باتیں اکٹھی ہو جائیں یعنی امید رحمت اور خوف و خشیت تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرما دیتا ہے جس کی وہ اللہ سے امید رکھتا ہے یعنی رحمت اور اس سے بچا لیتا ہے جس کے وبال سے وہ پناہ چاہتا ہے۔

اعمال پر اترائیے نہیں:

انسان کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے، ضرور کرے لیکن اپنے اعمال پر اترائے نہیں، بلکہ اللہ رب العزت سے قبولیت کی امید رکھے، ہمارے اعمال اس قابل نہیں کہ جن کی وجہ سے ہم جنت کے حق دار کہلا سکیں۔ اس ذات کے احسانات و

انعامات کے مقابلے میں ہماری عبادات کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، اس لیے نیک عمل کر کے اللہ سے قبولیت کی امید رکھی جائے۔

توبہ ضروری ہے:

بطور خاص دینی کام کرنے والے حضرات کو اپنی آخرت کی فکر بہت زیادہ کرنی چاہیے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا چاہیے اور توبہ کے عمل کو دہراتے رہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کے اوصاف میں یہ بات سمجھائی ہے کہ نیک اعمال کیے جائیں اور ساتھ ساتھ امید و خوف، رحمت و خشیت دونوں کو ملحوظ رکھ کر دعائیں کی جائیں۔ گناہوں کا خوف ہونا چاہیے جس انسان میں اپنے گناہوں کا خوف پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اسے توبہ کی توفیق مل جاتی ہے اور جسے توبہ کی توفیق مل جائے اللہ تعالیٰ ایسے انسان کی مغفرت بھی فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر 82

ترجمہ: اور بے شک میں اس شخص کی بخشش کرنے والا ہوں جو توبہ کرے، (اچھی طرح) ایمان لائے، نیک عمل کرے اور پھر سیدھے راستے پر چلتا رہے۔

یاد رکھیں کہ اللہ ہی بخشنے والی ذات ہے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کریں۔ نفسانی و شیطانی خواہشات سے بچیں اور عباد الرحمٰن کے اوصاف اپنانے کی کوشش کریں۔

میانہ روی

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی پانچویں صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَالَّذِينَ إِذَآ أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 67

ترجمہ: ”اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ ہی بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اس کے درمیان اعتدال اختیار کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف میں ایک وصف ”میانہ روی“ ہے یعنی خرچ کرتے وقت وہ افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتے بلکہ حیثیت کے موافق اور ضرورت کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔

مال اللہ کی نعمت ہے، اس کا تعلق عملی زندگی کے ساتھ ہے اگر وہ شریعت کے احکام کے مطابق ہے تو مال کی کثرت باعث رحمت ہے اور اگر عملی زندگی شریعت کے احکام کے خلاف ہے تو مال کی قلت بھی باعث عذاب ہے۔

متقی کے مال دار ہونے میں حرج نہیں:

عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُنَّا فِي مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَأْسِهِ أَثَرُ مَاءٍ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، نَرَاكَ طَيِّبَ النَّفْسِ، قَالَ: أَجَلْ۔ قَالَ: ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِي ذِكْرِ الْغِنَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنْ اتَّقَى، وَالصِّحَّةُ لِمَنْ

اَلتَّقِي خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى، وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ النِّعَمِ.

مسند احمد، حدیث نمبر 23228

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک گیلا تھا (یعنی غسل کر کے تشریف لائے تھے) ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ بہت خوش دکھائی دے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں (ایسا ہی ہے) صحابی فرماتے ہیں کہ پھر لوگ مال و دولت کے بارے میں گفتگو کرنے لگے (یعنی اس کی مذمت بیان کرنے لگے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوف خدا رکھنے والے شخص کے لیے مال و دولت بری چیز نہیں اور متقی آدمی کے لیے مال و دولت سے بڑھ کر صحت و تندرستی زیادہ اچھی چیز ہے اور دل کی خوشی (سکون و چین) بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

مال کے بارے چار اہم باتیں:

1… مال کو حلال اور جائز طریقے سے حاصل کریں۔ ناجائز اور حرام ذرائع آمدن سے بچیں، جیسا کہ فراڈ، دھوکہ، سود، جھوٹ، جھوٹی قسمیں اور غیر شرعی طریقہ ہائے معاملات۔ یاد رکھیں مال تو ناجائز اور حرام ذرائع سے بھی مل جاتا ہے لیکن اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے خدا کی ناراضگی اس میں داخل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بیماریاں، لڑائی جھگڑے، بے چینی و بے سکونی، ذہنی ڈپریشن اور اولاد بے ادب اور نافرمان بن جاتی ہے۔ حرام کا لقمہ ایسا زہر ہے جس کے ہوتے ہوئے عبادت کی حلاوت کا احساس بھی نہیں ہو پاتا۔ حالات کی بہتری کے لیے دعائیں مانگی جاتی ہیں لیکن حرام مال، حرام لباس اور حرام خوراک کی وجہ سے اللہ انہیں قبول نہیں فرماتے۔

2… مال کے ساتھ جن حقوق اللہ کا تعلق ہے ان کو بروقت ضرور کریں۔ صدقات واجبہ

جیسا کہ زکوٰۃ، عشر، قربانی، صدقہ فطر وغیرہ اور صدقات نافلہ جیسے مسجد، مدرسہ، طلباء دینیہ، اور غرباء مساکین وغیرہ پر خرچ کرنا۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ مال و دولت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کرنا اور جن عبادات کا تعلق مال کے ساتھ ہے مال کے کم ہونے کے خوف کی وجہ سے ان عبادات کو ادا نہ کرنا دنیا و آخرت کی بربادی ہے، مال ختم نہ بھی ہو لیکن انسان کی زندگی ایک دن ضرور ختم ہو جائے گی اور یہی مال دوسروں کی ملکیت میں چلا جائے گا۔

3... مال کے ساتھ جن حقوق العباد کا تعلق ہے ان کی ادائیگی بر وقت کریں۔ اہل و عیال کی معاشی ضروریات کو پورا کرنا اور اپنی حیثیت کے مطابق ان کے اخراجات کو پورا کرنا ضروری ہے۔ والدین، بہن بھائی، قریبی رشتہ دار، ہمسائے اور ضرورت مند طبقے پر اپنی مالی وسعت کے مطابق خرچ کرنا اسلام کی تعلیم، اللہ کی خوشنودی اور رضا کا ذریعہ اور مال میں مزید فراخی اور برکت کے حصول کا باعث ہے۔ اس لیے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اعتدال کے ساتھ مال کو کام میں لاتے رہیں۔

4... زیادہ مال خرچ کرنے میں بھی حرج نہیں۔ ایک بات اچھی طرح یاد رکھیں جہاں ضرورت ہو وہاں ایک لاکھ بھی خرچ کرنا گناہ نہیں اور جہاں ضرورت نہ ہو وہاں ایک روپیہ بھی خرچ کرنا مناسب نہیں۔ ہمیں نام و نمود اور شہرت کے لیے مال خرچ کرنے سے بچنا چاہیے شادی بیاہ پر فضول خرچی سے بچنا چاہیے ہر معاملہ میں اعتدال اور میانہ روی کا خیال کرنا چاہیے۔

میانہ روی سمجھ داری کی علامت:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ رِفْقُهُ فِي مَعِيشَتِهِ۔

مسند احمد، حدیث نمبر 21695

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کی سمجھ داری یہ ہے کہ وہ اپنی معیشت میں میانہ روی قائم کرے۔

میانہ روی کرنے والا محتاج نہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔

مسند احمد، حدیث نمبر 4269

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا جو خرچ کرنے میں میانہ روی کو ملحوظ رکھے۔

ہر حال میں میانہ روی:

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا أَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْغِنَی، وَأَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ، وَأَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْعِبَادَةِ

مسند بزار، حدیث نمبر 2946

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے رویات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مال کی فراوانی کے وقت میانہ روی قائم کرنا، تنگدستی اور غربت کے وقت میانہ روی قائم کرنا اور عبادات میں میانہ روی قائم کرنا بہت ہی پسندیدہ بات ہے۔

نجات دینے والی تین چیزیں:

عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مُنْجِیَاتٌ: خَشْیَةُ اللّٰہِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ، وَالْقَصْدُ فِی الْغِنَی وَالْفَقْرِ، وَالْعَدْلُ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ۔

اعتلال القلوب للخرائطی، باب من عف فی عشقہ عن مواقعة الحرام، حدیث نمبر 102

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں: اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب سے ڈرنا خواہ بندہ تنہائی میں ہو یا لوگوں میں موجود ہو۔ مال کی فراوانی اور غربت دونوں میں میانہ روی قائم کرنا اسی طرح خوشی اور ناراضگی دونوں میں انصاف کرنا۔

میانہ روی آدھی معیشت:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلِاقْتِصَادُ فِی النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِیشَةِ۔

شعب الایمان للبیہقی، باب الاقتصاد فی النفقۃ، حدیث نمبر 6148

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی معیشت ہے۔

آیت کا حقیقی اور اول مصداق:

عَنْ یَزِیدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیبٍ قَالَ بَلَغَهُ فِی هٰذِهِ الآیَةِ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانُوا لَا یَأْكُلُونَ طَعَامًا یُرِیدُونَ بِهِ نَعِیمًا وَلَا یَلْبَسُونَ ثَوْبًا یُرِیدُونَ بِهِ جَمَالًا۔

الزھد للمعافی، باب فی الکفاف، حدیث نمبر 170

ترجمہ: حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کا (حقیقی اور اول) مصداق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں وہ محض لذت حاصل کرنے کے لیے کھانا نہیں کھاتے تھے اور نہ ہی باہمی تفاخر کے لیے لباس پہنتے تھے۔

فائدہ: محض تلذذ کے لیے کھانا اور جمال کے لیے لباس پہننا بھی جائز ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عام معمول مبارک بغرض تلذذ کھانا اور بغرض جمال کپڑا پہننے کا نہیں تھا۔

خدائی نعمتوں کا اثر دکھائی دے:

اللہ تعالیٰ انسان کو جس قدر بھی نعمتیں عطا فرمائے ان کو دنیاوی شہرت میں خرچ کرنے کے بجائے اللہ کو راضی کرنے میں لگانا چاہیے۔ حدیث مبارک کا یہ مطلب نہیں کہ اچھا کپڑا، اچھا کھانا یا اچھی سواری وغیرہ منع ہے۔ ہاں دنیاوی فخر و مباحات، ریا کاری اور تکبر کے طور پر منع ہے باقی رہا ان کو اللہ کی نعمت سمجھ کر استعمال کرنا یہ باعث ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالی اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ اس کے بندے پر اس کی نعمتوں کا اثر دکھائی دے۔

پہاڑوں کے برابر خرچ کرنا:

قَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ: كُنْتُ أَطُوفُ فِي الْمَسَاجِدِ مَعَ مُجَاهِدٍ حَوْلَ الْكَعْبَةِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى أَبِي قُبَيْسٍ وَقَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَنْفَقَ مِثْلَ هَذَا فِي طَاعَةِ اللَّهِ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْمُسْرِفِينَ، وَلَوْ أَنْفَقَ دِرْهَمًا وَاحِدًا فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ كَانَ مِنَ الْمُسْرِفِينَ.

التفسیر الکبیر للرازی، سورۃ الاسراء تحت آیۃ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین

ترجمہ: حضرت عثمان بن اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام مجاہد رحمہ اللہ کے ساتھ کعبۃ اللہ کے گرد طواف کر رہا تھا انہوں نے جبل ابی قبیس (مکہ کے مشہور پہاڑ) کی طرف دیکھا اور فرمایا اگر کوئی شخص اس پہاڑ کے برابر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرادی میں سونا خرچ کرے تو پھر بھی اس کا شمار فضول خرچ لوگوں میں نہیں ہو گا اور اگر کوئی ایک درہم بھی اللہ کی نافرمانی میں خرچ کر ڈالے تو وہ پکا فضول خرچ ہے۔

اسراف، اقتار اور قوام:

قَالَ النَّحَّاسُ: وَمِنْ أَحْسَنِ مَا قِيلَ فِي مَعْنَاهُ أَنَّ مَنْ أَنْفَقَ فِي غَيْرِ طَاعَةِ اللَّهِ فَهُوَ الْإِسْرَافُ، وَمَنْ أَمْسَكَ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ الْإِقْتَارُ، وَمَنْ

أَنْفَقَ، فِي طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالَى فَهُوَ الْقَوَامُ.

تفسیر قرطبی، سورۃ الفرقان تحت آیۃ والذین اذاانفقوالم یسرفوا

ترجمہ: امام نحاس رحمہ اللہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں کیا ہی خوب بات ارشاد فرمائی ہے، کہتے ہیں کہ جس نے اللہ کی اطاعت کے علاوہ میں مال کو خرچ کیا وہ فضول خرچی ہے، جو شخص اللہ کی اطاعت میں خرچ کرنے سے رک گیا وہ تنگی اور بخل ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مال خرچ کیا تو وہ میانہ روی اختیار کرنے والا ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي قَوْلِهِ: وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا لَا يُنْفِقُ نَفَقَةً يَقُولُ النَّاسُ قَدْ سَرَفَ.

تفسیر ابن ابی حاتم، باب قولہ تعالیٰ، لم یسرفوا، حدیث نمبر 15375

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ شخص ہے جو مال کو بے ڈھنگے طریقے سے ایسے خرچ نہیں کرتا کہ لوگ اس کے بارے میں یہ کہنے لگیں کہ اس نے فضول خرچی کی ہے۔

بیوی کی ضروریات پوری کرنا:

عَنْ دَاوِدَ، قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: أَشْتَرِي لِامْرَأَتِي فِي السَّنَةِ طِيبًا بِعِشْرِينَ دِرْهَمًا أَسَرَفٌ هَذَا؟ قَالَ: لَيْسَ هَذَا بِسَرَفٍ

مصنف ابن ابی شیبہ باب فی الاسراف فی النفقۃ، حدیث نمبر 26600

ترجمہ: امام داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں نے اپنے بیوی کے لیے بیس درہم کی خوشبو ہر سال خرید تا ہوں کیا یہ فضول خرچی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں یہ فضول خرچی نہیں۔

میانہ روی کی خوبیاں:

جو شخص میانہ روی کی صفت کو اپناتا ہے اسے:

- ذہنی سکون میسر آتا ہے
- اطمینان قلبی کی دولت نصیب ہوتی ہے
- شکر کا عادی بنتا ہے
- خوشحال زندگی گزارتا ہے
- اور معاشرے میں بھی سمجھ دار انسان شمار ہوتا ہے۔

اور جو شخص فضول خرچی اور تنگی میں پڑتا ہے وہ:

- گناہ کا ارتکاب کرتا ہے
- ذہنی ڈپریشن کا شکار ہوتا ہے
- ناشکرا بنتا ہے
- بدحال زندگی گزارتا ہے
- اور معاشرے میں بے وقوف انسان شمار ہوتا ہے۔

میانہ روی کا دائرہ:

میانہ روی کا تعلق محض معاشرت سے ہی نہیں بلکہ اعتقادات، عبادات، معاملات، اخلاقیات سے بھی ہے۔ ان میں سے جب کسی مقام پر افراط و تفریط پائی جاتی ہے تو شریعت اسے یکسر مسترد کر دیتی ہے۔

شرک نہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی چھٹی صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَالَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـهًا اٰخَرَ

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 68

ترجمہ: ”اور وہ اللہ کے علاوہ کسی بھی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے۔“

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف میں ایک وصف ”شرک نہ کرنا“ ہے یعنی وہ اپنا معبود، خالق، مالک، مختار کل، مشکل کشا اور حاجت روا صرف اور صرف اللہ رب العزت کو مانتے ہیں، اس میں اور کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے۔

اس سے پہلے پانچ صفات کا تعلق ایسے نیک کاموں سے تھا جن کو وہ کرتے تھے اب چند ایسے گناہوں کا تذکرہ شروع ہو رہا ہے جن سے وہ بچتے ہیں۔ چنانچہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔

شرک کسے کہتے ہیں؟:

اللہ تعالیٰ کی ذات میں یا اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا جو صفت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص اور مقرر ہے۔

مشرک اللہ پر بہتان باندھتا ہے:

وَمَنۡ یُّشۡرِكۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا

سورۃ النساء، آیت نمبر 48

ترجمہ: اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائے تو یقیناً اس نے بہت بڑے گناہ کا بہتان باندھا۔

شرک نا قابل معافی جرم:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 116

ترجمہ: اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز معاف نہیں فرمائیں گے اور اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں ان میں سے جس کو چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو پکی بات ہے کہ وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

جنت حرام؛ جہنم واجب:

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ

سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 72

ترجمہ: بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں۔

مشرک کے اعمال بے کار:

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ

سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 17

ترجمہ: یہی (مشرک) لوگ ہیں، ان کے اعمال بے کار اور رائیگاں ہو گئے اور یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آگ میں رہیں گے۔

مشرک ناپاک ہے:

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ

سورۃ التوبہ، آیت نمبر 28

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والے ناپاک ہیں۔

مشرک کی کوئی حیثیت نہیں:

وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ
الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ

سورۃ الحج، آیت نمبر 31

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا، اب یا تو اسے پرندے اٹھا کر لے جائیں گے یا ہوا اسے دور دراز کی جگہ جا کر پھینک دے گی۔

شرک بہت بڑا ظلم ہے:

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

سورۃ لقمان، آیت نمبر 13

ترجمہ: یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ

- مشرک اللہ پر بہتان باندھنے والا ہوتا ہے۔
- مشرک ناقابل معافی جرم (شرک) کا ارتکاب کرنے والا ہوتا ہے۔
- مشرک بہت بڑی گمراہی کا شکار ہوتا ہے۔
- مشرک کے اعمال بے کار اور برباد ہو جاتے ہیں۔
- مشرک کی سرے سے کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتی۔

- مشرک ناپاک ہوتا ہے۔
- مشرک ظلم کرنے والا ہوتا ہے۔
- مشرک ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہو جاتا ہے۔
- مشرک ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

شرک فی الصفات:

بعض لوگ اللہ کی ذات میں تو کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے یعنی شرک فی الذات سے بچتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک ٹھہرا لیتے ہیں مثلاً: روزی دینا، اولاد دینا، پریشانیوں کو دور کرنا، خوشیاں دینا، نفع اور نقصان دینا یہ ایسے کام ہیں جن کا مالک صرف اور صرف اللہ رب العزت ہے۔ اللہ کے ماسوا کسی کو بھی خواہ وہ ولی ہو یا نبی ہو، انسان ہو یا فرشتہ ہو، جاندار یا غیر جاندار، زندہ ہو یا مردہ الغرض کسی کو بھی یہ قدرت اور اختیار نہیں کہ وہ روزی دے، اولاد دے، نفع پہنچائے یا نقصان سے بچائے، پریشانیوں کو دور کرے یا خوشیاں عطا کرے۔

غیر اللہ سے مدد مانگنا:

یہ بات بھی اچھی طرح ذہن میں رکھ لیجیے کہ اسباب کو اختیار کیے بغیر مدد کرنا یہ اللہ رب العزت کا خاصہ ہے اگر کوئی انسان اللہ کے ماسوا کسی اور سے اس درجے کی مدد مانگتا ہے تو وہ توحید کی حقیقت سے غافل ہے۔

اور اگر ایسے کاموں میں مدد مانگتا ہے جو بندے کی طاقت میں داخل ہیں اور اسباب اختیار کرنے سے پورے ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں کسی سے مدد مانگنا شرک نہیں ہو گا۔ جیسے کسی بھوکے، پیاسے کو کھلا پلا کر اس کی مدد کرنا، کسی مریض کو دوائی دے کر اس کے مرض کو دور کرنے میں مدد کرنا وغیرہ۔

دم اور تعویذ جائز ہیں:

دم اور تعویذ بطور علاج جائز ہیں، بعض لوگ تعویذ ہی کو نفع یا نقصان کا مالک سمجھ لیتے ہیں جو کہ کسی صورت درست نہیں۔ نفع دینے اور نقصان سے بچانے میں اصل ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے لیکن اللہ رب العزت نے جیسے بعض دوائیوں میں بعض بیماریوں کا علاج رکھ دیا ہے اور اسے اسباب میں داخل فرما دیا ہے اسی طرح بعض کلمات کو بعض بیماریوں کا علاج بنا دیا ہے اور اسے بھی اسباب میں داخل فرما دیا ہے۔ جس طرح بعض مرتبہ دوائی اور طریقہ علاج بے اثر ہو جاتا ہے اسی طرح بعض مرتبہ دم اور تعویذ سے بھی کام پورا نہیں ہوتا۔

عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ

جامع الترمذی، باب ماجاء فی الرقی والادویۃ، حدیث نمبر 1991

ترجمہ: حضرت ابو خزامہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! تعویذ، دوائی اور ڈھال کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں: کیا یہ چیزیں اللہ کی تقدیر کو بدل سکتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان چیزوں سے جو فائدہ پہنچتا ہے وہ بھی تقدیر میں لکھے ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ بطور علاج دم اور تعویذ درست ہیں جیسا کہ دوائی کو بطور علاج کے استعمال کرنا درست ہے۔ بعض لوگ اسے بھی شرک کہہ دیتے ہیں جو کسی طرح بھی درست نہیں۔

چند کبیرہ گناہ:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ للهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ (ثُمَّ أَنْ) تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ]

صحیح بخاری، باب قولہ والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر، حدیث 4761

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اللہ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے ہی تجھے پیدا فرمایا ہے۔ پھر سوال کیا کہ اس کے بعد کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو جائے گا۔ پھر سوال کیا کہ اس کے بعد کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا (بدکاری) کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی تصدیق کے لیے قرآن کریم (سورۃ الفرقان) کی یہ آیت نازل ہوئی: وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ۔

عباد الرحمان میں صرف وہی لوگ ہی شامل ہو سکتے ہیں جن کے عقائد درست، اعمال مسنون اور اخلاق اچھے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام والی زندگی اور ایمان والی موت نصیب فرمائے۔ شرک سے محفوظ فرما کر پکا موحد بنائے۔

ناحق قتل سے اجتناب

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی ساتویں صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 68

ترجمہ: ”اور وہ ایسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرمت بخشی ہے“

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف میں ایک وصف ”ناحق قتل سے اجتناب“ ہے۔ اللہ والے خود پر امن ہوتے ہیں اور معاشرے کو بھی پر امن بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہر ایسے کام سے دور رہتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہو۔

ایک ناحق قتل ساری انسانیت کا قتل ہے:

ناحق قتل انہی گھناؤنے کاموں میں سے ایک ہے جس کی وجہ سے معاشرہ تباہ ہوتا ہے۔ اس لیے ناحق قتل کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے قرآن کریم نے واضح لفظوں میں یہ اعلان کیا ہے: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا.

سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 32

ترجمہ: جو کوئی کسی کو قتل کرے، جبکہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لیے ہو اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو، تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام

انسانوں کو قتل کر دیا۔

قاتل کی عبادات قبول نہیں:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلاَ عَدْلاً

سنن ابی داؤد، باب تعظیم قتل المؤمن، حدیث نمبر 4272

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے کسی مومن کو (ناحق) قتل کیا پھر اس قتل پر خوش بھی ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کی نفل اور فرض عبادات قبول نہیں فرمائیں گے۔

ناحق قتل کے مقابلے میں پوری دنیا کا مٹنا آسان:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ.

جامع الترمذی، باب ماجاء فی تشدید قتل المؤمن، حدیث نمبر 1315

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے (ناحق) قتل ہونے سے پوری دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں معمولی حیثیت رکھتا ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا جَمِيعًا أَهْوَنُ على اللهِ مِنْ دَمٍ يُسْفَكُ بِغَيْرِ حَقٍّ.

شعب الایمان للبیہقی، باب تحریم النفوس، حدیث نمبر 4960

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی شخص کے ناحق قتل ہونے سے پوری کائنات کا ختم ہو جانا معمولی حیثیت رکھتا ہے۔

حقوق العباد میں پہلا سوال:

عَنْ شَقِيقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ.

صحیح بخاری، باب القصاص یوم القیامۃ، حدیث نمبر 6533

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کے مابین سب سے پہلے خون خرابے (قتل و قتال) کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

ناحق قتل کے سب شرکاء جہنمی:

عَنْ أَبِي الْحَكَمِ الْبَجَلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ.

جامع الترمذی، باب الحکم فی الدماء، حدیث نمبر 1318

ترجمہ: حضرت ابو الحکم البجلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے سنا وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے تھے کہ اگر تمام آسمان والے اور زمین والے کسی ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ضرور جہنم میں ڈالیں گے۔

قیامت کے دن حقوق العباد میں سب سے پہلے قتل کا حساب ہو گا اور اگر کسی کو ناحق قتل کرنے میں تمام آسمان و زمین والے مل کر شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں ڈالیں گے۔

زنا سے اجتناب

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی آٹھویں صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَلَا یَزْنُوْنَ۔

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 68

ترجمہ: "اور وہ (عباد الرحمٰن) زنا نہیں کرتے"

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف میں ایک وصف "زنا سے اجتناب" ہے یعنی وہ بدکاری سے دور رہتے ہیں۔

زنا کسے کہتے ہیں؟:

اسلام کے مقرر کردہ جائز طریقے سے ہٹ کر جنسی خواہشات کی تکمیل کرنا زنا کہلاتا ہے۔ یعنی مرد و عورت بغیر نکاح کے آپس میں جنسی ملاپ کریں۔ زنا اور لواطت دونوں کے لیے وعید ہے یعنی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ، یا کوئی مرد کسی اور مرد کے ساتھ، یا کوئی عورت کسی اور عورت کے ساتھ جنسی ملاپ کرتے ہیں تو یہ سب عرف میں زانی شمار ہوتے ہیں۔

معاشرے کی بے راہ روی:

اللہ معاف فرمائے زنا تو ہمارے معاشرے کا فیشن بن چکا ہے، زانی شخص اسے اپنے لیے فخر کی بات سمجھتا ہے، دوستوں میں بیٹھ کر بڑی دیدہ دلیری سے اس کا تذکرہ کرتا ہے کہ میں نے فلاں سے العیاذ باللہ زنا کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر مصیبت یہ

ہے کہ سوشل میڈیا پر اس کی تشہیر کرتا ہے، ساری زندگی کے لیے اس کے خاندان کو کہیں منہ دکھانے کا نہیں چھوڑتا، اس کا مستقبل برباد کر دیتا ہے۔ کسی کی عزت کو داغدار کرنا ہی بہت بڑا جرم ہے۔

نورِ ایمان سے خالی دل:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيمَانُ مِنْهُ قَالَ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ

صحیح بخاری، باب اثم الزناة، حدیث نمبر 6809

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس وقت اس کے دل سے نور ایمان نکل جاتا ہے، اسی طرح جب چوری کرتا ہے تو اس وقت بھی نور ایمان دل سے نکل جاتا ہے، جب شراب پیتا ہے تو بھی نور ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے، کسی کو ناحق قتل کرتے وقت بھی نور ایمان سے دل خالی ہو جاتا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نور ایمان کے نکلنے کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا اور پھر انہیں نکال کر کہا کہ اس طرح نور ایمان نکل جاتا ہے۔ اس کے بعد دوبارہ انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور فرمایا کہ اگر بندہ توبہ کر لے تو نور ایمان دل میں اس طرح واپس لوٹ آتا ہے۔

پڑوسی کی بیوی سے زنا:

عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ سَمِعْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: مَا تَقُولُونَ فِي الزِّنَا؟ قَالُوا: حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: لَأَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرَةِ نِسْوَةٍ، أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهِ۔

مسند احمد، حدیث نمبر 23854

ترجمہ: حضرت ابو ظبیۃ الکلاعی کہتے ہیں کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے پوچھا: زنا کے بارے تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے تو وہ قیامت تک حرام ہی رہے گا۔ حضرت مقداد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا: ایک بندہ دس عورتوں کے ساتھ زنا کرے اور دوسرا اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرے تو اس دوسرے کا عذاب پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الزَّانِي بِحَلِيلَةِ جَارِهِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِ، وَيَقُولُ لَهُ: ادْخُلِ النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ۔

اعتلال القلوب للخرائطی، باب ذم الزنا والیم عقابہ، حدیث نمبر 172

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر رحمت نہیں فرمائیں گے اور نہ ہی اس کو پاک کریں گے بلکہ اس سے فرمائیں گے کہ جا تو بھی جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جا۔

اللہ کی نظر رحمت سے محروم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ، قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ۔

صحیح مسلم، باب بیان الذین لا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ، حدیث نمبر 211

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین ایسے (بدبخت) لوگ ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائیں گے، (ابو معاویہ کہتے ہیں کہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ) اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور نہ انہیں پاک کریں گے اور ان کے لیے بہت تکلیف دینے والا عذاب ہو گا۔ بڑھاپے میں زنا کرنے والا، بادشاہ ہو کر جھوٹ بولنے والا اور محتاج ہو کر تکبر کرنے والا۔

زنا؛ کثرتِ موت کا سبب:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلاَّ أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ وَلاَ فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلاَّ كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلاَ نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلاَّ قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلاَ حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلاَّ فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ، وَلاَ خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ، إِلاَّ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ.

موطا امام مالک، باب ماجاء فی الغلول، حدیث نمبر 1325

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: جب کسی قوم میں حرام مال عام ہو جائے، تو اللہ رب العزت ان کے دلوں میں خوف اور دہشت بٹھا دیتے ہیں، اور جب کسی قوم میں زنا (بدکاری) عام ہو جائے تو ان میں موت کی کثرت ہو جاتی ہے اور حادثاتی اموات پھیل جاتی ہیں، اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو

ان کے رزق کو گھٹا دیا جاتا ہے اور جب کوئی قوم ظلم و ناانصافی کرنے لگے تو ان میں قتل و قتال عام ہو جاتا ہے، اور جب کوئی قوم وعدہ خلافی (عہد شکنی) کے جرم کا ارتکاب کرتی ہے تو ان پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

اس گناہ کی نحوست اور لازمی نتیجہ کثرت سے اموات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ باہمی لڑائیاں، بیماریاں اور قدرتی آفات پھیل جاتی ہیں اور حادثاتی طور پر مرنے کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ حدیث کے آخر میں زنا جیسے کبیرہ گناہ سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس موقع پر زنا کو ذکر کرنے کی مناسبت یہ نظر آتی ہے کہ لوگوں کو نماز، دعا اور صدقہ جیسے نیک اعمال کرنے کا حکم دیا تو ساتھ میں زنا جیسے کبیرہ گناہ سے رکنے کو بھی کہا کیونکہ زنا ایک کبیرہ گناہ ہے جو دنیوی اور اخروی نقصانات کا سبب ہے۔

کثرتِ زنا؛ قیامت کی نشانی:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا

صحیح بخاری باب رفع العلم وظہور الجہل، حدیث نمبر 80

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت ہر طرف پھیل جائے گی، شراب (کثرت کے ساتھ) پی جائے گی، اور زنا عام ہو جائے گا۔

زنا سے بچنے کا طریقہ:

زنا سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اسباب زنا چھوڑ دے، نامحرم کو دیکھنا، ملنا ملانا، میسجز کرنا، کال کرنا، میل ملاپ رکھنا، فلمیں، ڈرامے، موسیقی، گانے، غزلیں سننا اور دیکھنا، بے پردگی، مخلوط مجالس، سوشل میڈیا کا بے جا استعمال وغیرہ۔ جو اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی پناہ میں لے لیتے ہیں اور زنا

جیسی لعنت سے محفوظ فرمالیتے ہیں۔ جب تک انسان بد نظری نہیں چھوڑتا؛ زنا سے بچنا اس کے لیے بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ بد نظری کرنا بھی زنا کی ایک قسم ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ، مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي أَبْدَلْتُهُ إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ

المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر 10362

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بد نظری شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جس نے میرے خوف کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا اس کو ایسی ایمانی حلاوت دوں گا جس کو وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

زنا کے جتنے اسباب ہو سکتے ہیں ان کی نشاندہی فرما دی گئی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لِكُلِّ بَنِي آدَمَ حَظٌّ مِنَ الزِّنَا، فَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْمَشْيُ، وَالْفَمُ يَزْنِي وَزِنَاهُ الْقُبَلُ، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ، أَوْ يُكَذِّبُهُ۔

مسند احمد، حدیث نمبر 8526

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کا زنا سے کچھ نہ کچھ واسطہ پڑتا رہتا ہے آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا بد نظری کرنا ہے، ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (شرمگاہ یا غیر محرم کو) پکڑنا ہے، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (شہوت کی جگہوں کی طرف) چلنا ہے، منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا (غیر محرم یا شرعاً ناجائز) بوسہ لینا ہے۔ دل

خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کے ارادے کو کبھی پورا کرتی ہے اور کبھی نہیں کرتی۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي فِي الزِّنَا، فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقِرُّوهُ فَدَنَا حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟ قَالَ: لاَ. قَالَ: وَكَذٰلِكَ النَّاسُ لاَ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ. قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟ قَالَ: لاَ. قَالَ: وَكَذٰلِكَ النَّاسُ لاَ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ. قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟ قَالَ: لاَ. قَالَ: وَكَذٰلِكَ النَّاسُ لاَ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ. فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ كَفِّرْ ذَنْبَهُ، وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ.

معجم کبیر للطبرانی، حدیث نمبر 7759

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے زنا کی اجازت دیجیے! اس کی بات سن کر لوگ غصہ ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تیری ماں کے ساتھ یہی کیا جائے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باقی لوگ بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ زنا کیا جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اپنی بیٹی کے لیے یہ پسند کرتے ہو کہ کوئی اس کے ساتھ زنا کرے۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باقی لوگ بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کی بیٹیوں کے ساتھ زنا کیا جائے۔ کہا: نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: کیا تم اپنی بہن کے لیے یہ پسند کرتے ہو کہ کوئی اس کے ساتھ زنا کرے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باقی لوگ بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کی بہنوں کے ساتھ زنا کیا جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور یہ دعا دی: اے اللہ! اس کے گناہ کو مٹا دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی عزت کی حفاظت فرما۔

زنا سے بچنے پر انعام:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَى ذَلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ۔

مؤطا مالک، باب ماجاء فی المتحابین فی اللہ، حدیث نمبر 1501

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں جگہ دیں گے اور وہ ایسا دن ہو گا کہ کہ عرش کے سائے کے علاوہ اور سایہ نہیں ہو گا۔

1. عدل کرنے والا حکمران
2. جوانی میں عبادت کرنے والا
3. جس کا دل مسجد میں لگا رہے اگر کسی وجہ سے باہر نکلے تو دوبارہ مسجد میں آئے
4. وہ دو لوگ جو اللہ کے لیے آپس میں دوستی اور محبت کریں، ان کا آپس میں جمع ہونا اور جدا ہونا اللہ کے لیے ہو۔

5. تنہائی میں اللہ کا ذکر کر کے رونے والا
6. حسب نسب والی حسین و جمیل عورت کی دعوت گناہ (حرام کاری) کو اللہ کے خوف سے چھوڑنے والا۔
7. اس طرح چھپا کر صدقہ دینے والا کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔

اگر کبھی عورت کے دل میں شیطان غلبہ پا لے اور وہ باوجود پیکر عفت ہونے کے از خود اس گناہ کی دعوت دے تو اس وقت اس سے کہا جائے کہ میں اس بارے اللہ سے ڈرتا ہوں، بہت صبر آزما مرحلہ ہے لیکن اس کی جزا بہت بڑی ہے۔ چنانچہ قیامت کے دن جب سورج بہت ہی قریب ہو گا اور روز حشر کی گرمی لوگوں کو جھلسا رہی ہو گی اس وقت اللہ کریم ایسے شخص کو اپنے عرش کا سایہ فراہم کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں احساس ندامت عطا فرمائے، توبہ کی توفیق عطا فرمائے، ہماری توبہ کو قبول فرمائے اور گناہوں کی ذلت سے ہماری جان چھڑا کر مقبول نیکیوں کی لذت عطا فرمائے۔

دُگنا عذاب، ابدی جہنم اور توبہ

وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا o يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا o إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَحِيْمًا o

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 68،69،70

ترجمہ: جو شخص ان (مذکورہ) گناہوں کو کرے گا وہ اثام (جہنم کی ایک وادی) میں جائے گا اس کے لیے قیامت کے دن عذاب دگنا ہو جائے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں ذلیل و خوار ہوتا رہے گا۔ ہاں مگر وہ جو توبہ کرلے اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے لگ جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

پیچھے یہ بات چل رہی تھی کہ عباد الرحمٰن وہ ہیں جو شرک، قتل اور زنا جیسے کبیرہ گناہ نہیں کرتے۔ اب یہ بتلایا جارہا ہے کہ اگر کوئی یہ گناہ کرلے یعنی شرک پھر اس کے بعد قتل اور زنا تو ایسے شخص کو جہنم کی ایک وادی جس کا نام اثام ہے اس میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار ہوتا رہے گا۔

دُگنا عذاب کیسے ہو گا؟

ان آیات میں جس سزا کا تذکرہ ہے اس کا تعلق مسلمانوں سے قطعاً نہیں بلکہ اس سے مراد مشرک و کافر ہیں جنہوں نے شرک و کفر بھی کیا اور اس کے ساتھ ساتھ

قتل یا زنا کا بھی ارتکاب کر لیا تو ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ عذاب دائمی رہے گا۔ دُگنا عذاب اس لیے ہو گا کہ ان کا جرم دگنا ہے ایک شرک اور دوسرا قتل یا زنا۔ دہرے جرم کی وجہ سے دگنا عذاب ملنا عین انصاف ہے۔

کافر ہمیشہ جہنم میں رہے گا:

یہاں یہ سمجھیں کہ آیت مبارکہ میں ذلیل وخوار ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کے عذاب کا تذکرہ ہے۔ اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آیت میں مذکور عذاب کا تعلق مشرک و کافر کے ساتھ ہو نہ کہ مومن کے ساتھ۔ کیونکہ اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ مومن خواہ کتنا ہی بڑا گناہ گار کیوں نہ ہو اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد بالآخر ایک دن وہ ضرور جہنم سے نجات حاصل کر لے گا۔ اور کافر کسی صورت جہنم کے عذاب سے نجات حاصل نہیں کر سکے گا۔ اعاذنا اللہ منہ

گناہ؛ نیکی میں تبدیل:

آخر میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ جو ایسے سخت مجرم ہیں اگر وہ ان گناہوں کو چھوڑ کر اللہ کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جائیں تو ایمان لائیں اور نیک عمل شروع کر دیں اللہ تعالیٰ ان کے اُن گناہوں کو بھی جو انہوں نے حالت شرک و کفر میں کیے ہوں گے نیکیوں میں تبدیل فرما دیں گے۔

فائدہ: آیات مذکورہ میں چند الفاظ ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں ذکر کردہ سزا کا تعلق مومن سے نہیں بلکہ کافر و مشرک کے ساتھ ہے۔

1: يُضٰعَفْ... عذاب کو دگنا کیا جانا۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ مومن کے عذاب کو دگنا نہیں کیا جائے گا۔

2: يَخْلُدْ... ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا۔ مسلمان اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم

میں جائے گا تو سہی لیکن اس میں ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ اللہ کے فضل و کرم سے ایک دن ضرور جنت میں آئے گا اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

3: مُهَانًا... ذلت و خواری کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہونا۔ اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس سے مراد کافر و مشرک ہیں کیونکہ مومن جہنم میں جائے گا تزکیہ کے لیے یعنی اس کے گناہوں کی میل کچیل ختم ہو۔ ذلت و خواری کے لیے نہیں ڈالا جائے گا جبکہ کافر کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

4: اٰمَنَ... توبہ کر کے ایمان لے آئے۔ جبکہ مومن تو پہلے ہی سے ایمان والا ہوتا ہے۔ یہاں ایمان سے مراد یہ ہے کہ وہ کفر و شرک کو چھوڑ کر اسلام کی طرف آجائیں۔

مومن کی توبہ کا ذکر:

وَمَنۡ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوۡبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا o

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 71

ترجمہ: جو توبہ کرتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے تو پکی بات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح طور پر لوٹ آتا ہے۔

اس آیت میں مومن کی توبہ کا ذکر ہے کہ یعنی اگر کوئی مومن غفلت کی وجہ سے گناہ کر بیٹھتا ہے تو وہ محض زبانی توبہ کو کافی نہ سمجھے بلکہ آئندہ کے لیے اپنے عمل کو ٹھیک کر لے تو اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں بھی اللہ کے فضل و کرم سے امید یہی ہے کہ جس نے ایسی توبہ کی کہ اس کے بعد اس کی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزرنا شروع ہو گئی تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے توبہ سے پہلے کیے جانے والے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے۔

بری مجالس، جھوٹی گواہی سے اجتناب

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی نویں صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 72

ترجمہ: ”اور وہ (عباد الرحمٰن) غلط کام میں شریک نہیں ہوتے“

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف میں ایک وصف ”بری مجالس سے دوری اور جھوٹی گواہی سے اجتناب“ ہے یعنی وہ صرف پاکیزہ مجالس میں شریک ہوتے ہیں۔ بے حیائی، ناچ گانا، محفل موسیقی، محفل قوالی، سالگرہ کی مجالس، شراب و کباب کی مجالس، غیر مسلموں کے تہوار الغرض کسی بھی ناجائز اور ناحق کام کی مجلس میں شریک نہیں ہوتے اور اس سے مراد یہ بھی ہے کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

بے حیائی سے رکنے کا حکم:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

سورۃ النحل، آیت نمبر 90

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی انصاف، احسان اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتے ہیں اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں (اس لیے) نصیحت کرتے ہیں تاکہ تم اس نصیحت سے فائدہ حاصل کرو۔

دردناک عذاب کی وعید:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔

سورۃ النور، آیت نمبر 19

ترجمہ: بے شک ایسے لوگ جو ایمان والوں میں بے حیائی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اللہ کو علم ہے اور تم نہیں جانتے۔

محفل موسیقی:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُعِثْتُ رَحْمَةً وَهَدًى لِلْعَالَمِينَ، لِمَحْقِ الْأَوْثَانِ، وَالْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيرِ، وَأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ

المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر 7852

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے دونوں جہانوں کے لیے باعث رحمت اور ذریعہ ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے بت پرستی، کھیل تماشے کے آلات، موسیقی کے آلات اور جاہلیت کی رسومات کو مٹانے کے لیے بھیجا ہے۔

محفل قوالی:

قوالیوں میں طبلہ، سرنگی اور دیگر آلات موسیقی ہوتے ہیں جو کہ شریعت میں حرام ہیں۔ دوسری اس سے بھی بڑی قباحت قوالی میں ذکر کردہ وہ الفاظ ہوتے ہیں جو اکثر کفریہ شرکیہ اور قبر پرستی اور توہم پرستی کی ترغیب پر مشتمل ہوتے ہیں، سننے والے انہی کو اپنا عقیدہ بنالیتے ہیں۔ مذکورہ خرابیوں کی وجہ سے شرعاً قوالی سننا ناجائز اور حرام ہے بلکہ گانا سننے سے بھی بڑا گناہ ہے کیونکہ لوگ گانے کو گناہ سمجھ کر سنتے ہیں جبکہ

قوالی کو ثواب کی نیت سے سنتے ہیں۔ یہ بھی گناہ کی مجلس ہوتی ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ جو قرآن محبت سے نہیں پڑھتے وہ قوالیوں کے دلدادہ ہو جاتے ہیں۔

لمحہ فکریہ!

جس نبی کی محبت کا ہم دم بھرتے ہیں، جس کی شفاعت کے امید رکھتے ہیں، جس کے ہاتھوں جام کوثر پینے کی تمنا رکھتے ہیں اور جنت میں جس کے پڑوس کی آرزو کرتے ہیں وہ نبی تو ان آلات کو توڑنے کے لیے بھیجے گئے اور آج ہم ان چیزوں کو ”روح کی غذا“ کا نام کر دے کر بے دھڑک اس گناہ کی دلدل میں دھنستے چلے جا رہے ہیں۔

سوچنے کا مقام ہے کہ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی تعلیم دی تھی؟

سالگرہ:

ہمارے لوگ اپنے بچوں کی سالگرہ کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ اولاد اللہ کی نعمت ہے اس پر خوش ہونا چاہیے لیکن خوشی کا مطلب یہ نہیں کہ غیر مسلموں جیسی بود و باش، طرز زندگی اور انہی کی تہذیب کو اپنایا جائے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں انہی میں سے ایک رسم سالگرہ ہے۔ یہ غیر مسلم اقوام کی نقالی اور مشابہت ہے جس کی اسلامی تعلیمات میں سختی کے ساتھ ممانعت موجود ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

سنن ابی داوٗد، باب فی لبس الشهرة، حدیث نمبر 4033

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔

محفل شراب و کباب:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ كَانَ

يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ

السنن الکبریٰ للنسائی، باب النھی عن الجلوس علی مائدۃ یدار علیھا الخمر، حدیث نمبر 6708

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو وہ ایسی مجلس محفل میں بالکل شریک نہ ہو جہاں شراب نوشی کی جاتی ہو۔

غیر مسلموں کے تہوار:

عَنْ أَبِي عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تَعَلَّمُوا رَطَانَةَ الْأَعَاجِمِ، وَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ، فَإِنَّ السَّخْطَةَ تَنْزِلُ عَلَيْهِمْ

مصنف عبد الرزاق، باب الصلاۃ فی البِیعۃ، حدیث نمبر 1609

ترجمہ: حضرت ابو عطاء بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عجمیوں کی زبان (جو اپنے ساتھ غیر اسلامی تہذیب لائے) مت سیکھو اور مشرکوں کے معبد خانوں میں ان کے تہوار کے دن مت جاؤ، کیونکہ ان پر اللہ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے۔

فائدہ: عجمیوں کی زبان سیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ دین دشمنوں کی زبان۔ اور اس کی ممانعت بھی اس وقت ہے جب اس میں دین کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو اور اگر دینی یا دنیوی نفع مقصود ہو تو پھر جائز بلکہ مستحب اور بہتر ہے۔

جھوٹی گواہی:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 282

ترجمہ: جب گواہی مانگی جائے تو وہ انکار نہ کریں۔

لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ آثِمٌ قَلْبُهٗ

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 283

ترجمہ: گواہی کو مت چھپاؤ اور جس نے گواہی کو چھپایا تو یقیناً اس کا دل گناہ گار ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 135

ترجمہ: اے ایمان والو! تم انصاف قائم کرنے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو۔ اگرچہ (وہ گواہی) خود اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے خلاف کیوں نہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ۔ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ - أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ

صحیح بخاری، باب ما قیل فی شھادۃ الزور، حدیث نمبر 2654

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک سے اٹھ کر بیٹھ گئے؛ حالانکہ آپ پہلے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور فرمایا اچھی طرح سنو! جھوٹی بات (یعنی جھوٹی گواہی دینا)۔ اس آخری جملہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر دہراتے رہے؛ یہاں تک کہ ہم لوگوں کو خیال ہوا کاش آپ خاموش ہو جاتے!

بیہودہ مجالس سے کنارہ کشی

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی دسویں صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 72

ترجمہ: "اور وہ بیہودہ مجالس کے پاس سے وقار و متانت سے گزر جاتے ہیں"

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف میں ایک وصف یہ ہے کہ اگر ان کا اتفاقی طور پر کسی بیہودہ مجلس پر گزر ہو تو بڑے وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

اصل میں اس کا تعلق اسی پچھلی بات سے ہے کہ وہ بری اور گناہوں کی مجالس میں جان بوجھ کر شریک نہیں ہوتے اور اگر کبھی اتفاقاً ایسی مجلس پر گزر ہو جائے تو شریف انسانوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔

گناہوں کی مجالس سے دوری:

کہیں کوئی بے ہودہ قسم کی مجلس ہو، ہلا گلا، موج مستی، ناچ گانا، ہلڑ بازی یا میلے ٹھیلے ہوں تو ان میں نہ تو شریک ہوا جائے اور نہ ہی قریب کھڑے ہو کر ان کا تماشا دیکھا جائے۔ ایسے تمام کھیل جس میں غیر شرعی کام ہو رہے ہوں وہاں سے فوراً گزر جانا چاہیے زیادہ دیر انسانی شرافت اور وقار کے خلاف ہے۔

بے فائدہ باتیں، بے کار کام:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ

جامع الترمذی، باب فیمن تکلم بکلمۃ یضحک بھا الناس، حدیث نمبر 2239

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ باتوں اور بے کار کاموں کو چھوڑ دے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کریم ہو گئے:

عَنِ ابْنِ مَيْسَرَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرَّ بِلَهْوٍ مُعْرِضًا فَلَمْ يَقِفْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ أَصْبَحَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأَمْسَى كَرِيمًا . ثُمَّ تَلَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ: وَإِذا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِراماً.

تفسیر ابن کثیر، تحت آیت واذامروا باللغومروا کراما

ترجمہ: حضرت میسرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک بے ہودہ مجلس پر گزر ہوا تو وہاں رکے نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن مسعود کریم ہو گئے۔ پھر ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَإِذا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِراماً.

آیاتِ قرآنی سے نصیحت

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی گیارہویں صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 73

ترجمہ: ”اور وہ عباد الرحمٰن ایسے ہیں جب انہیں اپنے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے“

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف میں ایک وصف یہ ہے کہ وہ قرآنی مواعظ و نصائح کو بہت غور و فکر سے سنتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ منافقین کی طرح سُنی اَن سُنی کر دیں بلکہ وہ خوب غور و فکر کے ساتھ اپنے رب کی آیات کو سنتے، سمجھتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔

قرآن سن کر گرنا منع نہیں:

آیت مبارکہ میں گرنے کی نفی نہیں کی جا رہی بلکہ بہرے اور اندھے کی طرح گرنے کی نفی کی جا رہی ہے کہ جب منافقین کے سامنے کی قرآنی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو ان کی حالت اندھوں اور بہروں جیسی ہو جاتی ہے جیسے وہ گر رہے ہوتے ہیں یہ بھی انہی کی طرح بلا سوچے سمجھے گرتے پڑتے ہیں۔ باقی رہا قرآنی آیات و احکام کو سن گر عاجزی کے ساتھ جھک جانا اور روتے ہوئے گر پڑنا یہ اللہ کو محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے، قرآن کریم میں ہے:

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا۔

سورۃ مریم، آیت نمبر 58

ترجمہ: اور جن کو ہم نے ہدایت دی اور چُن لیا جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیات کی تلاوت کی جاتی تو وہ اللہ کے حضور روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔

فائدہ: مندرجہ بالا آیت زبان سے پڑھیں تو سجدہ تلاوت کریں۔ مگر اس کے لیے باوضو اور قبلہ رو ہونا شرط ہے۔ ورنہ بعد میں وضو کریں اور سجدہ تلاوت کریں۔

قرآن پڑھتے اور سنتے وقت:

قرآنی آیات کو پڑھتے اور سنتے وقت دل کی حالت یہ ہونی چاہیے کہ یہ اللہ رب العزت کا سچا کلام میرے نام پیغام ہے، میری رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے، کہ میں نے کون سے کام کرنے ہیں اور کن سے دور رہنا ہے، جن لوگوں نے اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کی ان پر دنیا میں کیسے کیسے عذاب نازل ہوئے اور آخرت میں ان پر کیا گزرے گی، باقی جن لوگوں نے خدائی احکامات کو دل و جان سے تسلیم کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں کیا کچھ دیا اور آخرت میں کیسی عزت عطا فرمائیں گے۔

ایمان میں پختگی:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ۔

سورۃ الانفال آیت نمبر 2

ترجمہ: مومن درحقیقت وہی ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں پختگی پیدا کرتی ہے اور یہ لوگ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرنے والے ہیں۔

بیوی بچوں کے لیے دعا

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی بارہویں صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 74

ترجمہ: اور وہ (رحمان کے بندے اللہ سے) اپنے بیوی بچوں کے لیے یوں دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ان کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں خدا خوفی رکھنے والوں کا سردار بنا۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف میں ایک وصف یہ ہے کہ وہ صرف اپنی ذات کی حد تک فکر مند نہیں رہتے بلکہ جس طرح وہ خود اچھے اوصاف اپناتے ہیں اسی طرح وہ اپنے گھر والوں کے لیے بھی دعا گو رہتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے گھر والوں کو بھی اپنے دین کے لیے قبول فرما کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں فاسقوں اور بُروں کا سردار بنانے کے بجائے اللہ سے ڈرنے والوں کا سردار بنا۔

بیوی کی حیثیت اور تربیت:

بیوی دوہری حیثیت کی مالکہ ہے، اس کی پہلی حیثیت محبوبہ ہونے کی ہے اور دوسری حیثیت محکومہ ہونے کی ہے۔ جب ان دونوں حیثیتوں کا دونوں کو خیال رہتا ہے تو گھریلو نظام زندگی ٹھیک چلتا ہے اور جب ان دو حیثیتوں میں سے کسی حیثیت کو کوئی

ایک نظر انداز کرتا ہے تو گھریلو نظام زندگی تباہ ہو جاتا ہے۔

جب مرد خود کو صرف حاکم سمجھتا ہے اور بیوی کو محکومہ تو کچھ ہی عرصہ میں بیوی تنگ دل ہو جاتی ہے اور نوبت لڑائی جھگڑے تک جا پہنچتی ہے۔ اور جب بیوی خود کو صرف محبوبہ سمجھتی ہے قرآنی حکم کے مطابق مرد کو اپنا حاکم نہیں مانتی اور اس کی بات کو خاطر میں نہیں لاتی تو معاملہ طلاق تک جا پہنچتا ہے۔

اسلام نے سب سے بہتر اسے کہا ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھائی کا معاملہ رکھے۔ اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

1. بیوی کو قرآن، نماز اور دیگر دینی احکامات کی تعلیم دیں
2. بیوی کی دینی تربیت کے لیے اچھی کتابیں خرید کر دیں
3. بیوی کی جائز ضروریات کو بقدر حیثیت پورا کریں
4. بیوی کے اچھے کاموں پر اس کی تعریف کریں
5. بیوی کی غلطیوں کی اچھے انداز میں اصلاح کریں
6. بیوی کے نامناسب رویے پر صبر کا مظاہرہ کریں
7. بیوی پر شک کرنے کے بجائے اعتماد کریں
8. بیوی کے رشتہ داروں بالخصوص والدین کا احترام کریں
9. بیوی کو ناجائز امور سے دور رکھیں
10. بیوی کو کچھ خرچہ ایسا بھی دیں جس کا بعد میں حساب نہ لیں

بچوں کی تربیت کے چند اہم اصول:

بچوں کی تربیت کے دو پہلو ہیں، جسمانی اور اخلاقی۔ جسمانی طور پر اسے تندرست رکھنے کے لیے اچھی اور مناسب خوراک کا بندوبست کیا جائے تاکہ ایسے بچوں کی بدولت صحت مند معاشرہ تشکیل پا سکے جبکہ اخلاقی، روحانی اور علمی تربیت کے

لیے عمدہ تعلیم، اچھے معلم، اچھی تعلیم گاہیں اور اچھا ماحول دیا جائے تا کہ ان کی بدولت صالح افراد کا مقدس معاشرہ تشکیل پا سکے۔ پیدائش کے بعد اسلامی تعلیمات کے مطابق درج ذیل سارے امور انجام دیں۔

1. گھٹی دینا (کوشش کریں کہ کسی صحیح العقیدہ عالم یا کم از کم نیک آدمی سے دلوائیں)
2. نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہنا
3. ان کا اچھا نام رکھنا
4. ساتویں دن عقیقہ کرنا (بچے کے لیے دو بکرے جبکہ بچی کے لیے ایک بکرا) اگر دو بکروں کی استطاعت نہ ہو تو ایک بھی ذبح کیا جا سکتا ہے۔ قربانی کے بڑے جانور میں بھی عقیقہ کا حصہ ڈالا جا سکتا ہے۔
5. سر کے بال مونڈنا، ان کے وزن کے برابر چاندی یا اس کی رقم صدقہ کرنا
6. ساتویں دن ختنہ کرنا
7. بولنا شروع ہو تو کلمہ طیبہ اور اللہ کے مبارک نام (اسماء الحسنیٰ) یاد کرانا
8. قرآن کریم کی تعلیم دینا
9. نماز قائم کرنے کی عادت ڈالنا
10. سچ بولنے کا عادی بنانا
11. بڑوں کا ادب سکھانا
12. طہارت و غسل کا طریقہ سمجھانا
13. مسنون اعمال کا پابند بنانا
14. رات کو جلد سونے اور صبح کو جلد اٹھنے کا عادی بنانا
15. عقائد اسلامیہ اور روزمرہ کے پیش آمدہ ضروری مسائل کی تعلیم دلوانا

16. کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق قائم کرانا
17. دنیاو آخرت بہتر بنانے کی فکر پیدا کرنا
18. غلط حرکات کی پیار و محبت اور بقدر ضرورت ڈانٹ ڈپٹ سے اصلاح کرنا
19. غیر اخلاقی باتوں اور کاموں سے روکنا
20. معاشرتی جرائم کے ماحول سے دور رکھنا
21. غلط سوسائٹی، دوستی اور تعلقات سے دور رکھنا
22. تمام ایسے ذرائع و آلات سے دور رکھنا جن سے بچوں میں غیر شعوری طور پر فکری و تہذیبی فساد پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً فحش ویب سائٹس، ٹی وی چینلز، گانے باجے، سوشل میڈیا کا غلط استعمال
23. معیاری عصری تعلیم گاہوں کا انتخاب کرنا، مخلوط نظام سے دور رکھنا
24. بچوں کے ہوم ورک کی نگرانی کرنا
25. ہر کام کو سلیقہ مندی سے کرنے کا عادی بنانا
26. اچھے کاموں پر حوصلہ افزائی جبکہ غلط کاموں پر مناسب انداز میں احساس ندامت دلانا
27. ان کی جسمانی صحت کا بھرپور خیال رکھنا
28. ورزش، کھیل کود کے لیے انہیں وقت دینا
29. خوراک معیاری دینا اگرچہ سادہ ہی ہو
30. بازاری مضر صحت اشیاء سے پرہیز کرانا

الغرض ان کو بھرپور پیار دینا اور ان کی تمام ضروریات کو پورا کرنا اولاد کی تربیت کہلاتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ کہ بلوغ کے بعد بچے اور بچی کی رضامندگی معلوم کرکے مناسب رشتے مل جانے پر جلد ہی نکاح کر دینا۔

یہ دیکھنا ہو گا کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت کیسی کر رہے ہیں؟ اگر تربیت اچھی کر رہے ہیں تو یہی اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور اگر ہم تربیت میں غفلت برت رہے ہیں یا انہیں وقت نہیں دے پا رہے تو ہماری یہ نسل بگڑ جائے گی۔ پھر انہیں نافرمان ہونے کے طعنے دینا اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہو گا۔

ان سب کے باوجود ان کے لیے دعائیں کرنا کہ اے اللہ ہماری اولاد کو نیک بنا، یہی وجہ ہے کہ ہم جب نماز ختم کرنے لگتے ہیں تو اس میں اپنے بچوں کے اچھے مستقبل کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ یہاں بھی قرآن کریم نے بچوں کے لیے دعا سکھلائی ہے۔ بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے لیے دعاؤں کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔

جو شخص اپنے گھریلو نظام زندگی سے پریشان ہو اسے چاہیے کہ وہ اس دعا کو کثرت کے ساتھ اللہ سے مانگتا رہے۔ اللہ کی ذات سے پوری امید بلکہ یقین ہے کہ پریشانیاں ختم ہوں گی اور خوشیاں نصیب ہوں گی۔

عباد الرحمٰن کا انعام

أُولٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا 0
خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا 0 قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 75، 756، 77

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالاخانے دے جائیں گے اور وہاں ان کا استقبال دعاؤں اور سلام کے ساتھ کیا جائے گا۔ ہمیشہ ہمیشہ اسی (جنت) میں رہیں گے، (اور وہ جنت) مستقل رہنے اور قیام گاہ بننے کے لیے کیا ہی خوب جگہ ہے۔ میرے پیغمبر! آپ ان سے فرما دیں کہ میرے رب کو تمہاری ذرہ برابر پرواہ نہ ہوتی اگر تم اسے نہ پکارتے۔

اب تک عباد الرحمان کے اوصاف کا تذکرہ تھا اب ان کی جزا کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ ان صفات کے اپنانے والوں کو ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالاخانے انعام کے طور پر دیے جائیں گے۔ جہاں ان کا استقبال نیک دعاؤں اور سلام کے ساتھ ہو گا۔

یہ استقبال یا تو فرشتے کریں گے یا پھر یہ ہے کہ یہی جنتی لوگ ایک دوسرے کا استقبال کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کریں گے نیک دعائیں دیں گے۔

فائدہ: تَحِيَّةً......سے مراد جیتے رہنے کی دعا دینا ہے۔

سَلَامًا......سے مراد سلامتی کی دعا ہے۔

صبر:

بنیادی بات یہ یاد رکھیں کہ صبر کی چند اقسام ہیں۔

- صبر علی الطاعۃ یعنی نیکی پر مضبوطی سے قائم رہنا
- صبر عن المعصیۃ یعنی شہوات سے بچتے رہنا
- صبر علی المصیبۃ یعنی جسمانی اور روحانی تکالیف پر خندہ پیشانی کا مظاہرہ کرنا

عباد الرحمٰن کا صبر:

آیت مبارکہ میں جس صبر کا ذکر ہے وہ ان تمام اقسام کو شامل ہے۔ کیونکہ عباد الرحمٰن نیک کاموں پر جمے رہتے ہیں، برائیوں سے بچتے ہیں، جہلاء اور تکلیف دینے والے لوگوں کے رویوں پر صبر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو جنت کے بالا خانے عطا کیے جائیں گے۔ اور جب یہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان پر سلام پیش کیا جائے گا اور نیک دعاؤں کے ساتھ استقبال کیا جائے گا۔

قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر اسے یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ 0 جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ 0 سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

سورۃ الرعد آیت نمبر 22 تا 24

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز کو (اپنے اوقات پر تمام شرائط و آداب کے ساتھ) قائم کیا اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے اعلانیہ اور مخفی دونوں طریقوں کے مطابق (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ دور کرتے ہیں انہی لوگوں کے لیے آخرت کا گھر ہے (اس

میں) باغات ہیں رہنے کے لیے وہ ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباء واجداد، ان کی بیویاں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے وہ بھی۔ اور فرشتے داخل ہوں گے ان پر ہر دروازے سے (اور ان سے کہیں گے) سلامتی ہے تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا تھا۔

جنت کی ایک جھلک:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ: أَلَا مُشَمِّرٌ لِلْجَنَّةِ؟ فَإِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا، هِيَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُورٌ يَتَلَأْلَأُ وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ، وَقَصْرٌ مَشِيدٌ، وَنَهَرٌ مُطَّرِدٌ، وَفَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ نَضِيجَةٌ، وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيلَةٌ، وَحُلَلٌ كَثِيرَةٌ فِي مَقَامٍ أَبَدٍ، فِي حَبْرَةٍ وَنَضْرَةٍ، فِي دَارٍ عَالِيَةٍ سَلِيمَةٍ بَهِيَّةٍ۔ قَالُوا: نَحْنُ الْمُشَمِّرُونَ لَهَا يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: قُولُوا: إِنْ شَاءَ اللهُ۔

سنن ابن ماجۃ، باب صفۃ الجنۃ، حدیث نمبر 4332

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی ہے جنت کی تیاری کرنے والا؟ بے شک جنت کے بارے میں کسی دل میں کھٹکا بھی نہیں گزرا۔ رب کعبہ کی قسم (وہ جنت) جس میں نور چمکتا ہو گا، خوشبو پھوٹ رہی ہو گی، مضبوط محل ہوں گے، نہروں میں پانی بہہ رہا ہو گا، پھل پکے ہوئے ہوں گے اور خوبصورت بیویاں ہوں گی، بہت زیادہ تعداد میں قیمتی لباس ہوں گے اور ہمیشہ رہنے والی جگہ میں ہوں گے دل کش بلند و بالا ٹھہرنے کی جگہ میں پھل ہریالی اور عیش و عشرت کی فراوانی ہو گی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اس کے لیے تیار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان شاء اللہ کہو۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان شاء اللہ کہا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْضُ الْجَنَّةِ

بَيْضَاءُ، عُرْصَتُهَا صُخُورُ الْكَافُورِ، وَقَدْ أَحَاطَ بِهِ الْمِسْكُ مِثْلَ كُثْبَانِ الرَّمْلِ، فِيهَا أَنْهَارٌ مُطَّرِدَةٌ فَلْيَجْتَمِعُ فِيهَا أَهْلُ الْجَنَّةِ أَدْنَاهُمْ وَآخِرُهُمْ فَيَتَعَارَفُونَ، فَيَبْعَثُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ رِيحَ الرَّحْمَةِ فَتُهِيجُ عَلَيْهِمْ رِيحَ ذَلِكَ الْمِسْكِ، فَيَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلَى زَوْجَتِهِ وَقَدِ ازْدَادَ طِيبًا وَحُسْنًا، فَتَقُولُ لَهُ: قَدْ خَرَجْتَ مِنْ عِنْدِي، وَأَنَا بِكَ مُعْجَبَةٌ وَأَنَا بِكَ الْآنَ أَشَدُّ عُجْبًا ۔

صفۃ الجنۃ لابن ابی الدنیا، حدیث نمبر 26

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی زمین سفید ہے اس کا صحن کافور کی چٹانوں کا ہے اور مسک کی خوشبو نے اس کو ریت کے ٹیلوں کی طرح گھیرا ہوا ہے جس میں نہریں بہتی ہیں جب اس میں کم درجے والے اور بڑے درجے والے جنتی جمع ہوں گے ایک دوسرے کا تعارف کرائیں گے تو اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوا بھیجے گا جب ایک روزدار مشک کی ہوا چلے گی تو اہل جنت میں سے ایک مرد واپس اپنی بیوی کے پاس لوٹے گا تو اس کے حسن اور مہک میں اضافہ ہو چکا ہو گا وہ کہے گی کہ جب آپ میرے پاس سے گئے تو مجھے خوبصورت لگ رہے تھے اور اب بہت ہی زیادہ خوبصورت لگ رہے ہیں۔

کفار کو تنبیہ

اب بالکل آخر میں کفار کو تنبیہ کرنے کے لیے کہا گیا کہ اے کافرو!

فَقَدۡ كَذَّبۡتُمۡ فَسَوۡفَ يَكُونُ لِزَامًا

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 77

ترجمہ: پکی بات ہے کہ تم (اللہ تعالیٰ کے احکامات کو) جھوٹا قرار دیتے ہو تو بہت جلد تمہارا یہ جرم تمہارے گلے کا طوق بن جائے گا۔

قرآن کریم کا اسلوب یہی ہے کہ جب اللہ رب العزت نیک لوگوں کی جزا اور انعامات کا تذکرہ کرتے ہیں تو برے لوگوں کی سزا اور عذاب کا تذکرہ بھی فرماتے ہیں۔ عباد الرحمٰن کی صفات کا تذکرہ پورا ہوا کہ عباد الرحمٰن نے میرے احکامات کو مان لیا ان کا ٹھکانہ جنت ہے اور جن لوگوں نے میرے احکامات کو نہیں مانا تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

جیسے عباد الرحمٰن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت کے مزوں میں ہوں گے اسی طرح کفار و منافقین ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کے عذاب میں ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عباد الرحمٰن والے اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما کر جنت نصیب فرمائے اور کفار و منافقین والی عاداتِ بد سے محفوظ فرما کر جہنم سے نجات عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

ماخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	وفات
1	قرآن کریم		
2	موطا مالک	امام مالک بن انس رحمہ اللہ	179ھ
3	الزہد	امام المعافی بن عمران رحمہ اللہ	185ھ
4	المصنف	امام عبد الرزاق الصنعانی رحمہ اللہ	211ھ
5	المصنف	امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ	235ھ
6	مسند احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ	241ھ
7	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ	256ھ
8	الادب المفرد	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ	256ھ
9	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ	261ھ
10	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی رحمہ اللہ	273ھ
11	سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ	275ھ
12	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ	279ھ
13	صفۃ الجنۃ	امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ	281ھ
14	مسند بزار	امام احمد بن عمرو بزار رحمہ اللہ	292ھ
15	سنن الکبریٰ	امام احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ	303ھ
16	نوادر الاصول	امام محمد بن علی الترمذی رحمہ اللہ	320ھ
17	تفسیر کبیر	امام عبد الرحمن الرازی رحمہ اللہ	327ھ

مآخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	وفات
18	اعتلال القلوب	امام محمد بن جعفر خرائطی رحمہ اللہ	327ھ
19	معجم کبیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
20	سنن الکبریٰ	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
21	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
22	معالم التنزیل	امام حسین بن مسعود بغوی رحمہ اللہ	516ھ
23	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ	606ھ
24	الجامع لاحکام القرآن	امام محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ	671ھ
25	تفسیر ابن کثیر	امام عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ	774ھ

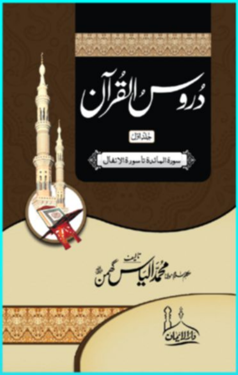
دروس القرآن
جلد اول
سورۃ المائدۃ تا سورۃ الانفال
تالیف
محمد الیاس گھمن
دار الایمان

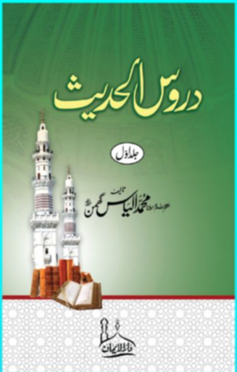
دروس الحدیث
جلد اول
تالیف
محمد الیاس گھمن
دار الایمان

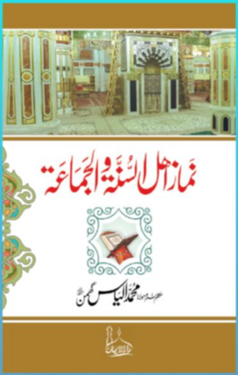
نماز اہل السنۃ والجماعۃ
محمد الیاس گھمن
دار الایمان

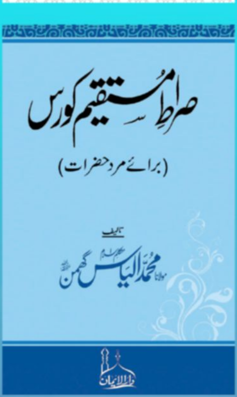
صراطِ مستقیم کورس
(برائے مرد حضرات)
تالیف
محمد الیاس گھمن
دار الایمان

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا